ارشاد باری تعالیٰ

شَھۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡھُدٰی وَالۡفُرۡقَانِ ۚ فَمَنۡ شَھِدَ مِنۡکُمُ الشَّھۡرَ فَلۡیَصُمۡہُ (بقرہ:186)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کیلئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کردینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 71

ایڈیٹر منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

شمارہ 13

شرح چندہ
سالانہ 800 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

27 شعبان 1443 ہجری قمری • 31 امان 1401 ہجری شمسی • 31 مارچ 2022ء

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 25 مارچ 2022 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

شَھۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے

صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کیلئے عمدہ مہینہ ہے، کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں

صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

مغرب کی نماز سے چند منٹ پیشتر ماہ رمضان کا چاند دیکھا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مغرب کی نماز گذار کر مسجد کی سقف پر تشریف لے گئے کہ چاند کو دیکھیں اور دیکھا اور پھر مسجد میں تشریف لائے۔

فرمایا کہ: رمضان گذشتہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کل گیا تھا۔ شَھۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ بھی ایک فقرہ ہے جس سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کیلئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے اور تجلی قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے۔ پس اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ میں یہی اشارہ ہے۔ اس میں شک و شبہ کوئی نہیں ہے روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں مجھے یاد ہے کہ جوانی کے ایام میں مَیں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ روزہ رکھنا سنت اہل بیت ہے۔ میرے حق میں پیغمبر خدا نے فرمایا: سَلۡمَانُ مِنَّا اَھۡلَ الۡبَیۡتِ۔ سلمان یعنی الصُّلۡحَان کہ اس شخص کے ہاتھ سے دو صلح ہوں گی۔ ایک اندرونی دوسری بیرونی اور یہ اپنا کام رفق سے کرے گا نہ کہ شمشیر سے اور میں مشرب حسین پر نہیں ہوں کہ جس نے جنگ کی بلکہ مشرب حسن پر ہوں کہ جس نے جنگ نہ کی، میں نے سمجھا کہ روزہ کی طرف اشارہ ہے چنانچہ میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے۔ اس اثنا میں میں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جارہے ہیں یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان پر جاتے تھے یا میرے قلب سے لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہوسکتا تھا اور اگر اُس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا۔

(ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 424، مطبوعہ 2018 قادیان)

روزہ کا ایک روحانی فائدہ یہ ہے کہ انسان کا خدا تعالیٰ سے اعلیٰ درجہ کا اتصال ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ خود اس کا محافظ بن جاتا ہے

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

روزوں کا ایک روحانی فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے انسان خدا تعالیٰ سے مشابہت اختیار کر لیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ نیند سے پاک ہے۔ انسان ایسا تو نہیں کرسکتا کہ وہ اپنی نیند کو بالکل چھوڑ دے مگر وہ اپنی نیند کے ایک حصہ کو روزوں میں خدا تعالیٰ کیلئے قربان ضرور کرتا ہے سحری کھانے کیلئے اُٹھتا ہے تہجد پڑھتا ہے۔ عورتیں جو روزہ نہ بھی رکھیں وہ سحری کے انتظام کیلئے جاگتی ہیں۔ کچھ وقت دعاؤں میں اور کچھ نماز میں صرف کرنا پڑتا ہے اور اس طرح رات کا بہت کم حصہ سونے کیلئے باقی رہ جاتا ہے اور کام کرنے والوں کیلئے تو گرمی کے موسم میں دو تین گھنٹے ہی نیند کیلئے باقی رہ جاتے ہیں۔ اس طرح انسان کو اللہ تعالیٰ سے ایک مشابہت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے پاک ہے۔ انسان کھانا پینا بالکل تو نہیں چھوڑ سکتا مگر پھر بھی رمضان میں اللہ تعالیٰ سے وہ ایک قسم کی مشابہت ضرور پیدا کر لیتا ہے پھر جس طرح اللہ تعالیٰ سے خیر ہی خیر ظاہر ہوتا ہے اسی طرح انسان کو بھی روزوں میں خاص طور پر نیکیاں کرنے کا حکم ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص غیبت، چغلخوری اور بدگوئی وغیرہ بُری باتوں سے پرہیز نہیں کرتا اس کا روزہ نہیں ہوتا۔ گویا مومن بھی کوشش کرتا ہے کہ اس سے خیر ہی خیر ظاہر ہو اور وہ غیبت اور لڑائی جھگڑے سے بچتا رہے۔ اس طرح وہ اس حد تک خدا تعالیٰ سے مشابہت پیدا کر لیتا ہے جس حد تک ہوسکتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ہر چیز اپنی مثل کی طرف دوڑتی ہے۔ فارسی میں ضرب المثل ہے کہ ”کند ہمجنس با ہم جنس پرواز“

پس روزہ کا ایک روحانی فائدہ یہ ہے کہ انسان کا خدا تعالیٰ سے اعلیٰ درجہ کا اتصال ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ خود اس کا محافظ بن جاتا ہے۔

(تفسیر کبیر، جلد دوم، صفحہ 378، مطبوعہ 2010ء قادیان)

......☆......☆......☆......

127 واں جلسہ سالانہ قادیان 23، 24 اور 25 دسمبر 2022ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 127 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 23، 24 اور 25 دسمبر 2022ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور اس کے بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ (ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ قادیان)

ارشاد نبوی ﷺ

رمضان کی فضیلت

(1898) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

(1899) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رمضان کا مہینہ آجاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔

(1901) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو کوئی لیلۃ القدر میں ایمان رکھ کر ثواب کی نیت سے عبادت میں کھڑا ہو، اُسکے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو کوئی رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رکھے گا، اُس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(صحیح بخاری، جلد 3، کتاب الصوم مطبوعہ 2008ء قادیان)

......☆......☆......☆......

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)
خطبہ جمعہ فرمودہ 4 مارچ 2022ء (مکمل متن)
خطبہ جمعہ فرمودہ 11 فروری 2022ء (مکمل متن)
سیرت آنحضرت ﷺ (از سیرت خاتم النّبیین)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
اہم سوالات کے جوابات: از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ
لجنہ اماء اللہ کبابیر کی حضور انور سے آن لائن ملاقات
خطبہ جمعہ حضور انور بطرز سوال و جواب
نماز جنازہ حاضر و غائب
رپورٹ: IAAAE کے کانفرنس سے حضور انور کا خطاب
وصایا | اعلانات
خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِي الْعَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَةُ الصُّلَحَاءِ

پیر مہر علی اور علی حائری کو عربی اشعار میں مقابلہ کا چیلنج

اگر ان کے اشعار فصاحت بلاغت کے رُو سے بہتر ثابت ہوں تو دونوں مخاطبین کو ایک ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پُرشوکت انعامی چیلنج ہم آپؑ کی کتاب ”نزول المسیح“ رُوحانی خزائن جلد 18 سے پیش کررہے ہیں۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سخت مخالف تھا۔ اسے قرآن دانی اور تقرب الی اللہ کا بھی دعویٰ تھا۔ یہ شخص چونکہ لوگوں کو دھوکے اور گمراہی میں مبتلا کر رہا تھا لہٰذا ضروری تھا کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کوئی ایسا قدم اٹھاتے جس سے اسکا جھوٹا ہونا اور آپؑ کا سچا ہونا ثابت ہوجاتا اور مخلوق خدا دھوکے اور گمراہی سے بچ جاتی۔ ● چنانچہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے بمقام لاہور لوگوں کے رُوبرو ایک ہی نشست میں قرآن مجید کی کسی بھی سورۃ کی چالیس آیات کی تفسیر کا چیلنج دیا تاکہ معلوم ہوجائے کہ خدا کی تائید کس کیساتھ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ اسکے معارف واسرار سوائے پاک اور مطہر لوگوں کے کسی کو نہیں دیئے جاتے۔ لہٰذا اگر مہر علی پاک اور مطہر اور خدا رسیدوں میں سے تھا جیسا کہ اسکا دعویٰ تھا تو تفسیر قرآن میں مقابلہ کرکے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہرا کر سلسلہ کو بیخ وبن سے اکھاڑ سکتا تھا لیکن مقابلے سے اس کا بھاگ جانا ہی بتاتا ہے کہ وہ سچا نہیں تھا جھوٹا تھا۔ ● پھر آپؑ نے کتاب تحفہ گولڑویہ کے تمام دلائل کو توڑنے پر پیر مہر علی شاہ کیلئے پچاس روپے کا انعام رکھا۔ ● اسکے بعد آپؑ نے پیر صاحب کو دعوت دی کہ ایک مجمع عام میں مَیں اپنے دعویٰ اور دلائل کے متعلق تین گھنٹے بیان کرونگا اور اسکے بعد وہ تین گھنٹے تک مسیح کی حیات اور آسمان سے انکی آمد کے بارے میں لوگوں کو بتائیں۔ پھر لوگ ان دونوں تقریروں کا خود موازنہ اور مقابلہ کرلینگے۔ ● پھر اسکے بعد آپؑ نے پیر مہر علی شاہ کو سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھنے کا چیلنج دیا۔ ● اسکے بعد آپؑ نے اُنہیں تفسیر میں غلطی نکالنے پر فی غلطی پانچ روپے کا انعامی چیلنج دیا۔ ● اسکے بعد آپؑ نے انہیں بالمقابل اشعار لکھنے کا چیلنج دیا۔ اس طرح آپؑ نے پیر مہر علی کو پے درپے چھ چیلنج دیئے۔ ان تمام چیلنجوں کا ذکر ہم گزشتہ شماروں میں کرچکے ہیں۔ اس شمارہ میں ہم آپؑ کے آخری چیلنج کے متعلق کچھ عرض کرینگے۔ پیر مہر علی شاہ نے کتاب ”سیف چشتیائی“ میں جو محض بیہودہ اعتراضات پر مشتمل ایک کتاب تھی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر سرقہ کا الزام لگایا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکا انتقام پیر مہر علی سے اس طرح لیا کہ بعد میں پتا لگا کہ سیف چشتیائی پیر مہر علی کی خود کی تالیف نہیں بلکہ محمد حسن بھیں کے نوٹس چرا کر لکھی گئی ہے۔ اسکا ذکر ہم گزشتہ شمارہ میں کرچکے ہیں۔ بہر حال سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک آخری حجت کے طور پر پیر مہر علی شاہ کو عربی منظوم کلام میں مقابلہ کی دعوت دی جو ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں ہی ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

منظوم کلام میں مقابلہ کی دعوت اور دوسو روپے کا پُرشوکت انعامی چیلنج

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

چونکہ پیر مہر علی صاحب نے مجھے مفتری ٹھہرایا ہے اور چور قرار دیا ہے اور بار بار بطور مباہلہ میرے پر لعنت بھیجی ہے اِس لئے مَیں اپنی بریت پبلک پر ظاہر کرنے کے لئے تیسری دفعہ پیر مہر علی شاہ صاحب کو موقعہ دیتا ہوں اور وہ یہ کہ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ ہم اس رسالہ کے آخر میں اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو چند عربی اشعار لکھیں گے اور پیر مہر علی صاحب سے اور نیز ایک اور شخص سے جو شیعہ ہے اور علی حائری کے نام سے موسوم ہے اِن اشعار کی مثل کا مطالبہ کرینگے اور درخواست یہ ہے کہ ان اشعار کی برعایت تعداد و پابندی مضمون نظیر پیش کرکے پیر صاحب اپنی کرامت دکھلاویں۔ اور علی حائری صاحب امام حسین کی کرامت۔ اگر ایسا کر دکھائیں اور جس قدر تعداد میں ہم نے یہ شعر لکھے ہیں اور جن مضامین کے متعلق یہ اشعار ہیں، اگر ان دونوں شرطوں کو بلاغت فصاحت کے پیرایہ میں یہ دونوں بزرگ یا کوئی اُن میں سے پُورا کر دکھائیں گے تو ہم قبول کرلیں گے کہ اِس بارے میں ہمارا معجزہ کا دعویٰ باطل ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اُس تاریخ سے کہ یہ رسالہ شائع ہو ٹھیک عرصہ بیس یوم تک اِسی مقدار اور اسی بلاغت فصاحت کے لحاظ سے اور انہیں مضامین کے مقابل پر اشعار بنا کر اور طبع کرا کر ملک میں شائع کردیں ورنہ اخبار کے ذریعہ سے اُن کا عجز شائع کردیا جائے گا۔ اور ہم دوبارہ اقرار کرتے ہیں کہ اگر ان اشعار میں تاریخ معیّنہ کے اندر وہ ہمارا مقابلہ کرسکیں گے اور اہلِ علم کی شہادت سے اُن کے اشعار ہمارے اشعار کے ہم مرتبہ ہوں گے اور تعداد میں بھی برابر ہونگے تو پھر بلاشبہ ہمارا یہ دعویٰ باطل ہوجائے گا کہ اعجازی طاقت جو انشاء پردازی اور نظم اور نثر میں ہے یہ بھی خدا کا ایک نشان ہے جو ہمارے مسیح موعود ہونے پر ایک گواہ ہے بلکہ ہم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر حلفی وعدہ کرتے ہیں کہ اگر اس عرصہ میں اسی تعداد کے لحاظ سے انہیں مضامین کی پابندی سے انکے اشعار مقرر کردہ منصفوں کی شہادت سے جو اہل علم ہونگے ہمارے اشعار سے فصاحت بلاغت کے رُو سے بہتر ثابت ہوں تو دونوں مخاطبین کو ایک ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔

میاں مہر علی صاحب کو مقابلہ سے بالکل نہیں ڈرنا چاہئے کیونکہ ان کو معلوم ہوگیا ہے کہ سرقہ کے ذریعہ سے نظم اور نثر طیار ہوسکتی ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اب بالخصوص میاں مہر علی صاحب کو اس مقابلہ سے بالکل نہیں ڈرنا چاہئے کیونکہ ان کو معلوم ہوگیا ہے کہ سرقہ کے ذریعہ سے نظم اور نثر طیار ہوسکتی ہے تو گویا اب ان کو اس کام کی کل ہاتھ آگئی ہے۔ سو اب یقین ہے کہ اس کل کی وجہ سے ان کی تمام بُزدِلی دُور ہوجائے گی بلکہ وہ اِس لائق بھی ہوجائیں گے کہ بالمقابل حوصلہ کرکے کسی سُورۃ کی تفسیر بھی لکھ سکیں کیونکہ اب تو بات بہت سہل ہوگئی۔ دوسرے لوگوں کی عبارتیں چُرالیں اور تفسیر کو لِکھ مارا۔ لیکن اوّل ہم اُن اشعار کے مقابل پر ان بزرگوں کی علمی طاقت کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر اس نمونہ میں پیر مہر علی صاحب نے اپنی کرامت دِکھلا دی تو پھر یقین ہے کہ وہ تفسیر نویسی میں بھی گزشتہ بُزدلی کو دُور کرکے سیدھی نیت سے میرے مقابل پر آجائیں گے۔ لیکن کل کے دِن جبکہ ہمیں موضع بھیں سے پیر مہر علی کی اس کرتوت پر اطلاع ہوئی جس کی تفصیل حاشیہ میں درج ہے تب سے ہم ایسا سمجھتے ہیں کہ گویا پیر صاحب فوت ہوگئے اور اب اُن کو مخاطب کرنا بھی اُن کو وہ عزت دینا ہے جس کے وہ ہرگز لائق نہیں ہیں لیکن ہم نے مناسب دیکھا کہ ایک شروع کئے ہوئے مضمون کو انجام دے دیں۔ (نزول المسیح رُوحانی خزائن جلد 18 صفحہ 445 تا 452)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح میں 533/اشعار پر مشتمل ایک قصیدہ تحریر فرمایا اور اسکا نام ”اَلْقَصِيْدَةُ الْاِعْجَازِيَّةُ“ رکھا۔ یعنی یہ قصیدہ خدا کے فضل وکرم سے ایک ایسا معجزہ ہے کہ برعایت تعداد اور فصاحت وبلاغت کوئی بھی اسکا مثل لانے پر قادر نہیں ہوسکے گا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب کے ٹائیٹل پیج میں لکھا کہ :

”الحمد للہ والمنۃ کہ ضمیمہ نزول المسیح جس کیساتھ دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے حسب استدعا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے محض پانچ دن میں ابتدا 8/نومبر 1902 سے تیار ہوکر اسکا نام اِعْجَازِ اَحْمَدِی رکھا گیا اور اس رسالہ میں پیر مہر علی شاہ صاحب ومولوی اصغر علی صاحب ومولوی علی حائری صاحب شیعہ وغیرہ بھی مخاطب ہیں جن کا نام رسالہ میں مفصل درج ہے۔“

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی ثناء اللہ امرتسری کے لئے اس قصیدہ کی مثل لانے پر دس ہزار روپیہ کا انعام رکھا تھا اور مولوی پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور علی حائری شیعہ کے لئے ایک ایک سو روپے کا انعام رکھا تھا جس کا ذکر آپؑ نے کتاب نزول المسیح رُوحانی خزائن جلد 18 کے صفحہ 445 تا 450 میں کیا ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور علی حائری شیعہ کے متعلق فرمایا :

اور چونکہ ان دنوں میں مولوی محمد حسین نے سائیں مہر علی گولڑی کی علمیت کی اپنے اشاعۃ السنہ میں بہت ہی تعریف کی ہے اور علی حائری صاحب شیعہ اپنی تعریف میں پھول رہے ہیں اس لئے مَیں اُن کو بھی اِس مقابلہ کے لئے بلاتا ہوں۔ گالیاں دینے اور ٹھٹھا کرنے میں ان لوگوں کی زبان چالاک ہے لیکن اب مَیں دیکھوں گا کہ خدا سے ان کو کس قدر مدد مل سکتی ہے۔ مَیں نے ان لوگوں کی نسبت بھی اس قصیدہ میں کچھ لکھا ہے تا ان کی غیرت کو حرکت دوں یہ ایک آخری فیصلہ ہے شیعہ حسین سے مدد لیں اور گولڑی صاحب کسی اپنے مُرشد سے...... وہ شریر جو گالیاں دینے سے باز نہیں آتا اور ٹھٹھا کرنے سے نہیں رُکتا اور توہین کی عادت کو نہیں چھوڑتا اور ہر ایک مجلس میں میرے نشانوں سے انکار کرتا ہے اُس کو چاہئے کہ میعاد مقررہ میں اِس نشان کی نظیر پیش کرے ورنہ ہمیشہ کیلئے اور دنیا کے انقطاع تک مفصلہ ذیل لعنتیں اُس پر آسمان سے پڑتی رہینگی ......اور وہ لعنتیں یہ ہیں: (1) لعنت (2) لعنت (3) لعنت (4) لعنت (5) لعنت (6) لعنت (7) لعنت (8) لعنت (9) لعنت (10) لعنت۔ وَتِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔ (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح، رُوحانی خزائن جلد 19، صفحہ 148، 149)

آئندہ اگر کوئی مجھے جھوٹا قرار دینا چاہے تو اُسے لازم ہے کہ میرے نشانوں کا مقابلہ کرے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: چونکہ گالیاں اور تکذیب انتہا تک پہنچ گئی ہے جن کے کاغذات میرے پاس ایک بڑے تھیلہ میں محفوظ ہیں اور یہ لوگ اپنے اشتہارات میں بار بار گذشتہ نشانوں کی تکذیب کرتے اور آئندہ نشان مانگتے ہیں اس لئے ہم یہ نشان ان کو دیتے ہیں ایسا ہی عیسائیوں نے بھی مجھے مخاطب کرکے بار بار لکھا ہے کہ انجیل میں ہے کہ جھوٹے مسیح آئیں گے اور اس طرح پر انہوں نے مجھے جھوٹا مسیح قرار دیا ہے حالانکہ خود ان دنوں میں خاص لندن میں عیسائیوں میں سے جھوٹا مسیح پگٹ نام موجود ہے جو خدائی اور مسیحیت کا دعویٰ کرتا ہے اور انجیل کی پیشگوئی کو پورا کررہا ہے۔ لیکن آئندہ اگر کوئی مجھے جھوٹا قرار دینا چاہے تو اُسے لازم ہے کہ میرے نشانوں کا مقابلہ کرے۔ عیسائیوں میں بھی بہت سے مُرتد مولوی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اگر پادری صاحبان اِس تکذیب میں سچے ہیں تو وہ ایسا قصیدہ اُن مولویوں سے پانچ دن تک بنوا کر دس ہزار روپیہ مجھ سے لیں اور مشن کے کاموں میں خرچ کریں۔ مگر جو شخص تاریخ مقررہ کے بعد کچھ بکواس کرے گا یا کوئی تحریر دکھلائے گا اُس کی تحریر کسی گندی نالی میں پھینکنے کے لائق ہوگی۔ (ایضاً صفحہ 147، حاشیہ)

آئندہ شمارہ میں ہم انشاء اللہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور انعامی چیلنج قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔

(منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

خطبہ جمعہ

بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے جس سے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی اور
اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو اللہ تعالیٰ تمہیں بھی ہدایت دے گا جیسا کہ اس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی (حضرت عمرؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد صدیقِ اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دورِ خلافت چاروں خلفائے راشدین میں سے مختصر دور تھا جو کہ تقریباً سوا دو سال پر مشتمل تھا لیکن یہ مختصر سا دور خلافت راشدہ کا ایک اہم ترین اور سنہری دور کہلانے کا مستحق تھا کیونکہ حضرت ابوبکرؓ کو سب سے زیادہ خطرات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور پھر خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت اور فضل کی بدولت حضرت ابوبکرؓ کی کمال شجاعت اور جوانمردی اور فہم و فراست سے تھوڑے ہی عرصہ میں دہشت و خطرات کے سارے بادل چھٹ گئے اور سارے خوف امن میں تبدیل ہو گئے اور باغیوں اور سرکشوں کی ایسی سرکوبی کی گئی کہ خلافت کی ڈولتی ہوئی امارت مستحکم اور مضبوط بنیادوں پر قائم ہو گئی۔

دنیا کے فکر انگیز حالات اور ایٹمی جنگ کے خدشہ کے پیشِ نظر درود شریف پڑھنے، استغفار کرنے اور دعائیں کرنے کی تحریک

مکرم ابو الفرج الحصنی صاحب آف شام کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 4 / مارچ 2022ء بمطابق 4 / امان 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ منتخب ہونے کے بارے میں جو بحث چل رہی تھی اس بارے میں تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ اس موقع پر حضرت حُبَاب بن مُنْذِرؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے گروہِ انصار! تم اس معاملہ کا اختیار اپنے ہاتھ میں رکھو کیونکہ یہ لوگ اس وقت تمہارے زیر سایہ ہیں یعنی مہاجرین۔ کسی کو تمہاری مخالفت کی جرأت نہ ہو گی اور لوگ تمہاری رائے کے خلاف نہیں جائیں گے۔ تم عزت والے، دولت والے، کثرتِ تعداد والے اور طاقت و شوکت والے، تجربہ کار، جنگجو، دلیر اور بہادر ہو۔ لوگ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں کہ تم کیا کرتے ہو۔ اب اختلاف نہ کرو ورنہ تمہاری رائے تم میں فساد پیدا کر دے گی اور تمہارا معاملہ تم پر ہی الٹ جائے گا۔ پس اگر یہ لوگ اس بات کا انکار کریں یعنی مہاجرینِ قریش اس بات کا انکار کریں جو تم نے ابھی سنی ہے تو ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک امیر اِن میں سے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا: یہ ناممکن ہے۔ دو تلواریں ایک نیام میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ اللہ کی قسم! عرب ہرگز اس بات کو نہیں مانیں گے کہ وہ تمہیں امیر بنا دیں جبکہ ان کے نبی تمہارے علاوہ دوسرے قبیلے کے ہوں۔ ہاں البتہ عربوں کو یہ بات تسلیم کرنے میں کوئی روک نہیں ہو گی کہ ان کا معاملہ ان کے سپرد کر دیں جن میں نبوت تھی اور اسی میں سے ان کے امیر ہونے چاہئیں اور اس شکل میں اگر عربوں میں سے کوئی اسکی امارت ماننے سے انکار کرے گا تو اسکے مقابلے میں ہمارے پاس کھلی ہوئی دلیل اور کھلا ہوا حق ہو گا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت اور امارت کے بارے میں کون ہماری مخالفت کرے گا؟ ہم ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست اور خاندان والے ہیں۔ سوائے احمق کے یا گناہ گار یا خود کو ہلاکت میں ڈالنے والے کے وہی اس تجویز کی مخالفت کرے گا اور کوئی نہیں کر سکتا۔ حُباب بن منذرؓ نے کہا اے گروہِ انصار! تم اس معاملہ کا خود تصفیہ کرو اور ہرگز اس شخص کی اور اس کے ہمراہیوں کی بات نہ ماننا۔ یہ تمہارا حصہ بھی ہضم کرنا چاہتے ہیں اور اگر یہ لوگ ہماری تجویز نہ مانیں تو ان سب کو اپنے علاقوں سے نکال دو اور تمام امور کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لو کیونکہ بخدا تم اس امارت کے سب سے زیادہ مستحق اور اہل ہو۔ تمہاری تلواروں نے تمام لوگوں کو اس دین کا مطیع بنایا ہے جو کبھی مطیع ہونے والے نہ تھے۔ میں اس تمام کارروائی کے تصفیہ کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہوں کیونکہ میں اس کا پورا تجربہ رکھتا ہوں اور اس کا اہل ہوں۔ بخدا! اگر تم چاہو تو میں کانٹ چھانٹ کر اس کا فیصلہ کر لیتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا اگر ایسا کرو گے تو اللہ تم کو ہلاک کر دے گا۔ انہوں نے یعنی حُباب نے کہا کہ بلکہ تم مارے جاؤ گے۔ حضرت ابوعُبَیدہؓ نے اس موقع پر کہا کہ اے گروہِ انصار! تم وہ ہو جنہوں نے سب سے پہلے دین کی حمایت اور نصرت کی۔ اب یہ نہ ہونا چاہیے کہ سب سے اول تم ہی اس میں تغیر و تبدّل کرو۔ اس پر بشیر بن سعد نے کہا: اے گروہِ انصار! مشرکین سے جہاد اور دین اسلام کی ابتدا میں خدمت کی جو سعادت ہمیں حاصل ہوئی اس سے ہمارا مقصد صرف اپنے پروردگار کی رضا مندی اور اپنے نبیؐ کی اطاعت تھی۔ ہمارے لیے یہ مناسب نہیں کہ دوسروں پر اپنی برتری جتائیں اور ہم اس کے ذریعہ سے دنیا سے کوئی فائدہ نہیں چاہتے۔ ہم پر اس معاملے میں اللہ تعالیٰ کا ہی احسان ہے۔ سن لو بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم قریش میں سے تھے لہٰذا ان کی قوم اس امارت کی زیادہ مستحق اور اہل ہے اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان سے اس معاملہ میں کبھی تنازعہ نہیں کروں گا۔ اللہ سے ڈرو ان کی مخالفت نہ کرو اور نہ اس معاملے میں ان سے تنازعہ کرو۔

(تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 243، دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان 1987ء)

بہرحال حضرت عمرؓ نے جو تقریر کی وہ روایت دوسری جگہ سنن کبریٰ للنسائی میں اس طرح ہے کہ سَقِیفہ بنوساعِدہ میں جب انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک تم میں سے اس پر حضرت عمرؓ نے کہا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ایک میان میں دو تلواریں تو نہیں ہو سکتیں۔ اس طرح وہ ٹھیک نہیں رہیں گی نیز انہوں نے، حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑا اور عرض کیا: یہ تین خوبیاں کس کی ہیں۔ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (التوبۃ: 40) یعنی جب وہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر۔ یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اس کا ساتھی کون تھا؟ پھر کہا کہ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ (التوبۃ: 40) یعنی جب وہ دونوں غار میں تھے۔ وہ دونوں کون تھے؟ پھر انہوں نے، حضرت عمرؓ نے کہا کہ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ یعنی غم نہ کر۔ یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کے علاوہ کس کے ساتھ تھے یا کس کا ساتھ ہے۔ یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی اور پھر لوگوں سے کہا تم بھی بیعت کر لو۔ چنانچہ لوگوں نے بیعت کر لی۔ (سنن الکبریٰ للنسائی، کتاب وفات النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حدیث نمبر 7119، جلد 4، صفحہ 264، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1991ء)

حضرت عمرؓ کے بعد حضرت ابوعُبَیدہ بن جَرَّاحؓ اور حضرت بشیر بن سعدؓ نے بیعت کی اور اس طرح تمام انصار نے بھی حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی۔ (ماخوذ از الکامل فی التاریخ، جلد 2، صفحہ 193، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)
(ماخوذ السیرۃ الحلبیۃ، جلد 3، صفحہ 506، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

یہ بیعت اسلامی لٹریچر میں بیعت سَقِیفہ اور بیعت خاصہ کے نام سے بھی مشہور ہے۔

(تاریخ الخلفاء الراشدین، صفحہ 22، 367، دار النفائس بیروت 2011ء)

بعض روایات میں یہ ذکر ملتا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت نہیں کی تھی جبکہ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے بھی باقی انصار کے ساتھ بیعت کر لی تھی۔ چنانچہ تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ ساری قوم نے باری باری حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی اور حضرت سعدؓ نے بھی بیعت کی۔ (تاریخ طبری، جلد 3، صفحہ 266، سنہ احدی عشرۃ ذکر الخبر عما جری بین المہاجرین والانصار...... دار الفکر بیروت 2002ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”دیکھ لو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت ہوئی اور پھر کیسی شاندار ہوئی۔ آپؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے۔ اس وقت انصار نے چاہا کہ ایک خلیفہ ہم میں سے ہو اور ایک خلیفہ مہاجرین میں سے ہو۔ یہ سنتے ہی حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور بعض اَور صحابہ فوراً اس جگہ تشریف لے گئے جہاں انصار جمع تھے اور آپ نے انہیں بتایا کہ دیکھو! دو خلیفوں والی بات غلط ہے۔ تفرقہ سے اسلام ترقی نہیں کرے گا۔ خلیفہ بہرحال ایک ہی ہو گا۔ اگر تم تفرقہ کرو گے تو تمہارا شیرازہ بکھر جائے گا، تمہاری عزتیں ختم ہو جائیں گی اور عرب تمہیں تکا بوٹی کر ڈالیں گے۔ تم یہ بات نہ کرو۔ بعض انصار نے آپؓ کے مقابل پر دلائل پیش کرنے شروع کئے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: مَیں نے خیال کیا کہ حضرت ابوبکرؓ کو تو بولنا نہیں آتا مَیں انصار کے سامنے تقریر کروں گا لیکن جب حضرت ابوبکرؓ نے تقریر کی تو آپ نے وہ سارے دلائل بیان کر دیئے جو میرے ذہن میں تھے۔“ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ جو میرے ذہن میں تھے۔ ”اور پھر اس سے بھی زیادہ دلائل بیان کئے۔“ کہتے ہیں ”میں نے یہ دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ آج یہ بڈھا مجھ سے بڑھ گیا ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ خود انصار میں سے بعض لوگ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا حضرت ابوبکرؓ جو کچھ فرما رہے ہیں وہ ٹھیک ہے۔ مکہ والوں کے سوا عرب کسی اَور کی اطاعت نہیں کریں گے۔ پھر ایک انصاری نے جذباتی طور پر کہا اے میری قوم! اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں اپنا ایک رسول مبعوث فرمایا۔ اس کے اپنے رشتہ داروں نے اسے شہر سے نکال دیا تو ہم نے اسے اپنے گھروں میں جگہ دی اور خدا تعالیٰ نے اس کے طفیل ہمیں عزت دی۔ ہم مدینہ والے گمنام تھے، ذلیل تھے مگر اس رسول کی وجہ سے ہم معزز اور مشہور ہو گئے۔ اب تم اس چیز کو جس نے ہمیں معزز بنایا کافی سمجھو اور زیادہ لالچ نہ کرو ایسا نہ ہو کہ ہمیں اس کی وجہ سے کوئی نقصان پہنچے۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ دیکھو! خلافت کو قائم کرنا ضروری ہے۔ باقی تم جس کو چاہو خلیفہ بنا لو۔ مجھے خلیفہ بننے کی کوئی خواہش نہیں۔ آپ نے فرمایا یہ ابوعُبَیدہؓ بن جَرَّاح ہیں۔ ان کو رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے امین الامت کا خطاب عطا فرمایا ہے تم ان کی بیعت کرلو۔ پھر عمرؓ ہیں یہ اسلام کیلئے ایک ننگی تلوار ہیں تم ان کی بیعت کرلو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ابوبکرؓ! اب باتیں ختم کیجئے۔ ہاتھ بڑھائیے اور ہماری بیعت لیجئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ نے جرأت پیدا کردی اور آپ نے بیعت لے لی۔‘‘

(مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع 1956ء میں خطابات، انوار العلوم، جلد 25، صفحہ 402-403)

سَقِیفہ بنی سَاعِدَہ کی بیعتِ عام کے بارے میں مزید لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سوموار کو ہوئی۔ لوگ سَقِیفہ بنی سَاعِدَہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت میں مشغول ہو گئے۔ پھر سوموار کے بقیہ دن اور منگل کی صبح کو مسجد میں بیعتِ عام ہوئی۔ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ جب سَقِیفہ بنی سَاعِدَہ میں بیعت ہوگئی تو دوسرے دن حضرت ابوبکر صدیقؓ بیٹھے تو حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ سے قبل تقریر کی۔ آپؓ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر کہا اے لوگو! کل میں نے تم سے ایسی بات کی تھی یعنی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے۔ میں نے اس کا ذکر کتاب اللہ میں کہیں نہیں پایا اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کی وصیت فرمائی تھی لیکن میں سمجھتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ہمارے معاملے کا انتظام کریں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے کہا ہمارا خیال تھا کہ ہم پہلے فوت ہوجائیں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے آخری ہوں گے اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے جس سے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی اور اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو اللہ تعالیٰ تمہیں بھی ہدایت دے گا جیسا کہ اس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی۔

اللہ تعالیٰ نے تمہارے معاملات کو ایک ایسے آدمی کے ہاتھوں میں دے دیا ہے جو تم میں سب سے زیادہ بہتر ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں اور ثَانِيَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِي الۡغَارِ کے مصداق ہیں۔ یعنی وہ دو میں سے ایک تھا جب وہ دونوں غار میں تھے۔ پس اٹھو اور اس کی بیعت کرو۔ پس لوگوں نے بیعتِ سَقِیفہ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بیعت عام والے دن ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپؓ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: اے لوگو! یقیناً مَیں تم پر والی مقرر کیا گیا ہوں لیکن مَیں تم میں سے سب سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر مَیں اچھا کام کروں تو میرے ساتھ تعاون کرو اور کج رَوی اختیار کروں تو مجھے سیدھا کردو۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔ تمہارا ضعیف فرد بھی میرے نزدیک قوی ہے جب تک میں دوسروں سے اس کا حق نہ دلا دوں۔ اور تمہارا اقوی شخص میرے نزدیک ضعیف ہے یہاں تک کہ مَیں اس سے دوسروں کا حق نہ حاصل کرلوں۔ ان شاء اللہ۔ جو قوم اللہ تعالیٰ کے رستے میں جہاد کو چھوڑ دیتی ہے اللہ اس کو ذلیل وخوار کر دیتا ہے اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اللہ اس کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اگر میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو اور اگر میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں۔ نماز کے لیے کھڑے ہوجاؤ اللہ تم سب پر رحم فرمائے۔

(البدایۃ والنہایۃ، جزء 6، صفحہ 298-299، سنۃ 11ھ، خلافۃ ابی بکر...... دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

حضرت علیؓ کی حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کے بارے میں بھی مختلف باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ تاریخ طبری میں ہے کہ حَبِیب بن ابوثابت سے روایت ہے یہ کہ حضرت علیؓ اپنے گھر میں تھے جب ان کے پاس ایک شخص آیا اور ان سے کہا کہ حضرت ابوبکرؓ بیعت لینے کیلئے تشریف فرما ہیں۔ حضرت علیؓ قمیص پہنے ہوئے تھے، اس حالت میں جلدی سے باہر نکلے کہ نہ ہی اس پر ازار تھا اور نہ ہی کوئی چادر، اس امر کو ناپسند کرتے ہوئے کہ کہیں اس سے دیر نہ ہوجائے یہاں تک کہ آپؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس بیٹھ گئے۔ پھر آپؓ نے اپنے کپڑے منگوائے اور وہ کپڑے پہنے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کی مجلس میں ہی بیٹھے رہے۔

(تاریخ الطبری، جزء 3، صفحہ 257، حدیث السقیفۃ، مطبوعہ دار الفکر بیروت 2002ء)

حضرت علیؓ کی حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کرنے کے بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت علیؓ نے چھ ماہ تک بیعت نہیں کی اور حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد بیعت کی اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت علیؓ نے پوری رضا ورغبت کے ساتھ فوراً حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کرلی تھی۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ مہاجرین وانصار نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کرلی تو حضرت ابوبکرؓ منبر پر چڑھے تو انہوں نے لوگوں کی طرف دیکھا تو ان میں حضرت علیؓ کو نہ پایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؓ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ انصار میں سے کچھ لوگ گئے اور حضرت علیؓ کو لے آئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور آپؐ کے داماد! کیا تم مسلمانوں کی طاقت کو توڑنا چاہتے ہو؟ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! گرفت نہ کیجئے پھر انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کرلی۔ (سیرۃ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب شخصیتہ وعصرہ از صلابی، ص 119، دار المعرفۃ بیروت لبنان 2006ء) (السیرۃ النبویۃ لابن کثیر، صفحہ 693، ذکر اعتراف سعد بن عبادۃ بصحۃ ما قالہ الصدیق یوم السقیفۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

علامہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ حضرت علی ابن ابی طالبؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پہلے دن یا دوسرے دن حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کرلی تھی۔ اور یہی سچ ہے کیونکہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو کبھی نہیں چھوڑا اور نہ ہی حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز کی ادائیگی ترک کی۔ (السیرۃ النبویۃ لابن کثیر، صفحہ 694، ذکر اعتراف سعد بن عبادۃ بصحۃ ما قالہ الصدیق یوم السقیفۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں کہ ’’حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اوّل اوّل حضرت ابوبکر کی بیعت سے بھی تخلّف کیا تھا۔ مگر پھر گھر میں جا کر خدا جانے یک دفعہ کیا خیال آیا کہ پگڑی بھی نہ باندھی اور فوراً ٹوپی سے ہی بیعت کرنے کو آ گئے اور پگڑی پیچھے منگائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں خیال آ گیا ہوگا کہ یہ تو بڑی معصیّت ہے۔ اسی واسطے اتنی جلدی کی کہ پگڑی بھی نہ باندھی۔‘‘ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 183)

اور فوراً ٹوپی سے ہی بیعت کرنے کو آ گئے اور پگڑی پیچھے منگوائی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ’’حضرت ابوبکرؓ کو دیکھ لو۔ آپؓ مکہ کے ایک معمولی تاجر تھے۔ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث نہ ہوتے اور مکہ کی تاریخ لکھی جاتی تو مؤرخ صرف اتنا ذکر کرتا کہ ابوبکرؓ عرب کا ایک شریف اور دیانتدار تاجر تھا مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ابوبکرؓ کو وہ مقام ملا تو آج ساری دنیا ان کا ادب اور احترام کے ساتھ نام لیتی ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور حضرت ابوبکرؓ کو مسلمانوں نے اپنا خلیفہ اور بادشاہ بنا لیا تو مکہ میں بھی یہ خبر جا پہنچی۔ ایک مجلس میں بہت سے لوگ بیٹھے تھے جن میں حضرت ابوبکرؓ کے والد ابوقحافہ بھی موجود تھے۔ جب انہوں نے سنا کہ ابوبکرؓ کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کرلی ہے تو ان کیلئے اس امر کو تسلیم کرنا ناممکن ہوگیا اور انہوں نے خبر دینے والے سے پوچھا کہ تم کس ابوبکرؓ کا ذکر کررہے ہو؟ اس نے کہا وہی ابوبکرؓ جو تمہارا بیٹا ہے۔ انہوں نے عرب کے ایک ایک قبیلے کا نام لے کر کہنا شروع کر دیا کہ اس نے بھی ابوبکرؓ کی بیعت کرلی ہے اور جب اس نے کہا کہ سب نے متفقہ طور پر ابوبکرؓ کو خلیفہ اور بادشاہ چن لیا ہے تو ابوقحافہ بے اختیار کہنے لگے کہ اَشۡهَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد رسول اللہؐ اس کے سچے رسول ہیں۔‘‘

حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ ’’حالانکہ وہ دیر سے مسلمان تھے‘‘ حضرت ابوقحافہ نے پہلے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرلی تھی۔ ’’انہوں نے جو یہ کلمہ پڑھا اور دوبارہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا تو اسی لئے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو ان کی آنکھیں کھل گئیں اور انہوں نے سمجھا کہ یہ اسلام کی سچائی کا ایک زبردست ثبوت ہے ورنہ میرے بیٹے کی کیا حیثیت تھی کہ اس کے ہاتھ پر سارا عرب متحد ہوجاتا۔‘‘

(تفسیر کبیر، جلد 6، صفحہ 205-206)

حضرت مصلح موعودؓ پھر ایک جگہ اس واقعہ کو یوں بیان فرماتے ہیں کہ ’’دیکھو! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اسلام سے پہلے کی کیا حالت تھی۔ جب آپؓ خلیفہ ہوئے آپؓ کے والد زندہ تھے۔ کسی نے ان کو جا کر خبر دی کہ مبارک ہو ابوبکرؓ خلیفہ ہوگیا ہے۔ انہوں نے پوچھا کون سا ابوبکرؓ؟ اس نے کہا آپ کا بیٹا۔ اس پر بھی انہیں یقین نہ آیا اور کہا کوئی اَور ہو گا لیکن جب ان کو یقین دلایا گیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ اکبر! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی کیا شان ہے کہ ابوقحافہ کے بیٹے کو عربوں نے اپنا سردار مان لیا۔ غرض وہ ابوبکرؓ جو دنیا میں کوئی بڑی شان نہ رکھتا تھا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس قدر عزت پا گیا کہ اب بھی لاکھوں انسان اس کی طرف اپنے آپ کو فخر کے ساتھ منسوب کرتے ہیں۔‘‘

(خطاب جلسہ سالانہ 17/ مارچ 1919، انوار العلوم، جلد 4، صفحہ 425)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’یقیناً سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کسی کا احسان اپنے ذمہ نہیں رکھتا۔ وہ اس سے ہزاروں لاکھوں گنا زیادہ دے دیتا ہے جس قدر کوئی خدا کیلئے دیتا ہے۔ دیکھو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مکہ میں ایک معمولی کوٹھا چھوڑا تھا لیکن خدا تعالیٰ نے اسکی کس قدر قدر کی۔ اسکے بدلہ میں اسے ایک سلطنت کا مالک بنا دیا۔‘‘

(حقائق الفرقان، جلد اول، صفحہ 244)

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک رؤیا بھی ہے۔ اس کے بارے میں ذکر آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک خواب میں مجھے دکھایا گیا کہ میں ایک کنویں پر کھڑا ڈول سے جو چرخی پر رکھا ہوا تھا پانی کھینچ کر نکال رہا ہوں۔ اتنے میں ابوبکر آئے اور انہوں نے ایک یا دو ڈول کھینچ کر اس سے اس طور سے نکالے کہ ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی اور اللہ ان کی کمزوری پر پردہ پوشی کرے گا اور ان سے درگزر فرمائے گا۔ پھر عمر بن خطاب آئے اور وہ ڈول بڑے ڈول میں بدل گیا تو میں نے کوئی شہ زور نہیں دیکھا جو ایسا حیرت انگیز کام کرتا ہو جیسا عمر نے کیا۔ اتنا پانی نکالا کہ لوگ سیر ہو گئے اور اپنے اپنے ٹھکانوں پر جا بیٹھے۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبیؐ، باب مناقب عمر بن الخطابؓ، حدیث 3682)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی ایک رؤیا ہے۔ اس کے بارے میں ذکر آتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ ان کے جسم پر ایک یمنی چادر کا جوڑا ہے لیکن اس کے سینے پر دو داغ ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ خواب بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یمنی جوڑے سے مراد یہ ہے کہ تمہیں اچھی اولاد ملے گی اور دو داغوں سے مراد دو سال کی امارت ہے یعنی تم دو سال مسلمانوں کے حاکم رہو گے۔ (کنز العمال، جلد 3، جزء 5، صفحہ 253، کتاب الخلافۃ مع الامارۃ، حدیث 14111، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

انتخابِ خلافت کے بعد حضرت ابوبکرؓ کیلئے وظیفہ مقرر کرنے کے بارے میں ذکر ملتا ہے کہ خلافت کے بعد آپؓ مدینہ تشریف لے آئے اور وہیں قیام کرلیا۔ آپؓ نے اپنے معاملات پر غور کیا اور کہا کہ بخدا تجارت کرتے ہوئے لوگوں کے معاملات ٹھیک نہیں ہوسکیں گے۔ اس خدمت کیلئے فراغت اور پوری توجہ کی ضرورت ہے۔ ادھر میرے اہل و عیال کیلئے بھی کچھ ضروری ہے اس لیے آپ نے تجارت چھوڑ دی اور بیت المال میں سے اپنی اور اپنے گھر والوں کی ضروریات کیلئے روزانہ خرچ لینے لگے۔ آپؓ کے ذاتی مصارف کیلئے سالانہ چھ ہزار درہم کی رقم منظور کی گئی۔

(ماخوذ از تاریخ الطبری، جلد دوم، صفحہ 354، سنہ 13ھ، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ 1987ء)

چنانچہ بیت المال سے حضرت ابوبکرؓ کا اتنا وظیفہ مقرر کردیا گیا جس سے ان کا اور ان کے اہل وعیال کا گزارہ چل سکے لیکن جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے رشتہ داروں کو حکم دیا کہ جو وظیفہ میں نے بیت المال سے لیا ہے وہ سارے کا سارا واپس کردیا جائے اور اس کی ادائیگی کیلئے میری فلاں فلاں زمین بیچ دی جائے اور آج تک مسلمانوں کا جو مال مَیں نے اپنے اوپر خرچ کیا ہے اس زمین کو فروخت کرکے وہ پوری کی پوری رقم ادا کردی جائے۔ چنانچہ جب ان کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے اور وہ رقم ان کے پاس پہنچی تو وہ رو پڑے اور کہا اے ابوبکر صدیق! تم نے اپنے جانشین پر بہت بھاری بوجھ ڈال دیا ہے۔

(حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل، صفحہ 122، بک کارنر جہلم)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ’’حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تمام عالمِ اسلامی کے بادشاہ تھے مگر ان کو کیا ملتا تھا۔ پبلک کے روپیہ کے وہ محافظ تو تھے مگر خود اس روپیہ پر کوئی تصرف نہیں رکھتے تھے۔ بے شک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے تاجر تھے مگر چونکہ ان کو کثرت سے یہ عادت تھی کہ جونہی روپیہ آیا خدا تعالیٰ کی راہ میں دے دیا اس لئے ایسا اتفاق ہوا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور آپؓ خلیفہ ہوئے تو اس وقت آپؓ کے پاس نقد روپیہ نہیں تھا۔ خلافت کے دوسرے ہی دن آپ نے کپڑوں کی گٹھڑی اٹھائی اور اسے بیچنے کیلئے چل پڑے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رستہ میں ملے تو پوچھا کیا کرنے لگے ہیں؟ انہوں نے کہا آخر میں نے کچھ کھانا تو ہوا۔ اگر میں کپڑے نہیں بیچوں گا تو کھاؤں گا کہاں سے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تو نہیں ہوسکتا۔ اگر آپ کپڑے بیچتے رہے تو خلافت کا کام کون کرے گا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اگر میں یہ کام نہیں کروں گا تو پھر گزارہ کس

طرح ہوگا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ بیت المال سے وظیفہ لے لیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ میں یہ تو برداشت نہیں کر سکتا۔ بیت المال پر میرا کیا حق ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب قرآن کریم نے اجازت دی ہے کہ دینی کام کرنے والوں پر بیت المال کا روپیہ صرف ہو سکتا ہے تو آپ کیوں نہیں لے سکتے۔ چنانچہ اس کے بعد بیت المال سے ان کا وظیفہ مقرر ہو گیا مگر اس وقت کے لحاظ سے وہ وظیفہ صرف اتنا تھا کہ جس سے روٹی کپڑے کی ضرورت پوری ہو سکے۔'' (تفسیر کبیر، جلد 8، صفحہ 468)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دورِ خلافت چاروں خلفائے راشدین میں سے مختصر دور تھا جو کہ تقریباً سوا دو سال پر مشتمل تھا لیکن یہ مختصر سا دور خلافت راشدہ کا ایک اہم ترین اور سنہری دور کہلانے کا مستحق تھا کیونکہ حضرت ابوبکرؓ کو سب سے زیادہ خطرات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور پھر خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت اور فضل کی بدولت حضرت ابوبکرؓ کی کمال شجاعت اور جوانمردی اور فہم و فراست سے تھوڑے ہی عرصہ میں دہشت و خطرات کے سارے بادل چھٹ گئے اور سارے خوف امن میں تبدیل ہو گئے اور باغیوں اور سرکشوں کی ایسی سرکوبی کی گئی کہ خلافت کی ڈولتی ہوئی امارت مستحکم اور مضبوط بنیادوں پر قائم ہو گئی۔

خلافت کے آغاز میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جن خطرات و مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ان کا ذکر ام المومنین حضرت عائشہؓ نے بھی فرمایا ہے جس کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''(حضرت) عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آپؓ فرماتی ہیں کہ جب میرے والد خلیفہ بنائے گئے اور اللہ نے انہیں امارت تفویض فرمائی تو خلافت کے آغاز ہی میں آپؓ نے ہر طرف سے فتنوں کو موجزن اور جھوٹے مدعیانِ نبوت کی سرگرمیوں اور منافق مرتدوں کی بغاوت کو دیکھا اور آپ پر اتنے مصائب ٹوٹے کہ اگر وہ پہاڑوں پر ٹوٹتے تو وہ پیوست زمین ہو جاتے اور فوراً گر کر ریزہ ریزہ ہو جاتے لیکن آپ کو رسولوں جیسا صبر عطا کیا گیا یہاں تک کہ اللہ کی نصرت آن پہنچی اور جھوٹے نبی قتل اور مرتد ہلاک کر دیئے گئے۔ (جھوٹے نبی قتل کر دیئے گئے اور مرتد ہلاک کر دیئے گئے) فتنے دُور کر دیئے گئے اور مصائب چھٹ گئے اور معاملے کا فیصلہ ہو گیا اور خلافت کا معاملہ مستحکم ہوا اور اللہ نے مومنوں کو آفت سے بچا لیا اور ان کی خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا اور ان کیلئے ان کے دین کو تمکنت بخشی اور ایک جہان کو حق پر قائم کر دیا اور مفسدوں کے چہرے کالے کر دیئے اور اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے (حضرت ابوبکر) صدیقؓ کی نصرت فرمائی اور سرکش سرداروں اور بتوں کو تباہ و برباد کر دیا اور کفار کے دلوں میں ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ پسپا ہو گئے اور (آخر) انہوں نے رجوع کر کے توبہ کی اور یہی خدائے قہار کا وعدہ تھا اور وہ سب صادقوں سے بڑھ کر صادق ہے۔ پس غور کر کہ کس طرح خلافت کا وعدہ اپنے پورے لوازمات اور علامات کے ساتھ (حضرت ابوبکر) صدیقؓ کی ذات میں پورا ہوا۔''

(سر الخلافۃ مترجم، صفحہ 49-50، روحانی خزائن، جلد 8، صفحہ 335)

حضرت ابوبکرؓ کو ابتدا میں ہی درج ذیل پانچ قسم کے ہم و غم اور مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ نمبر ایک۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور جدائی کا غم، [نمبر 2] انتخاب خلافت اور امت میں فتنے اور اختلاف کا خوف و خطرہ، [نمبر 3] لشکر اسامہ کی روانگی کا مسئلہ اور نمبر چار: مسلمان کہلاتے ہوئے زکوٰۃ دینے سے انکار اور مدینہ پر حملہ کرنے والے جس کو تاریخ میں فتنہ مانعین زکوٰۃ کہا جاتا ہے اور نمبر پانچ: فتنہ ارتداد یعنی ایسے سرکش اور باغی جنہوں نے کھلم کھلا بغاوت اور جنگ کا اعلان کر دیا۔ اس بغاوت میں وہ شامل ہو گئے جنہوں نے اپنے طور پر نبی ہونے کا بھی دعویٰ کیا۔

خوف کی ان سب حالتوں میں مصائب اور فتن کا قلع قمع کرنے میں جو کامیابی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کو عطا فرمائی اس کی تفصیل آگے بیان ہو گی لیکن اس سے قبل حکم و عدل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک تفصیلی اقتباس ہے وہ بھی پیش ہے جس میں آپ علیہ السلام نے حضرت ابوبکرؓ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پہلے خلیفہ حضرت یُوشَعُ بن نُون کے ساتھ مشابہت دیتے ہوئے حضرت ابوبکرؓ کو پیش آنے والے مسائل و مصائب اور فتوحات و کامیابیوں کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ''جس آیت سے دونوں سلسلوں یعنی سلسلہ خلافتِ موسویہ اور سلسلہ خلافت محمدیہ میں مماثلت ثابت ہے یعنی جس سے قطعی اور یقینی طور پر سمجھا جاتا ہے کہ سلسلہ نبوتِ محمدیہ کے خلیفے سلسلہ نبوت موسویہ کے مشابہ و مماثل ہیں وہ یہ آیت ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ الخ (النور: 56) یعنی خدا نے ان ایمانداروں سے جو نیک کام بجا لاتے ہیں وعدہ کیا ہے جو ان میں سے زمین پر خلیفے مقرر کرے گا انہی خلیفوں کی مانند جو ان سے پہلے کئے تھے۔ اب جب ہم مانند کے لفظ کو پیش نظر رکھ کر دیکھتے ہیں جو محمدی خلیفوں کی موسوی خلیفوں سے مماثلت واجب کرتا ہے تو ہمیں ماننا پڑتا ہے جو ان دونوں سلسلوں کے خلیفوں میں مماثلت ضروری ہے اور مماثلت کی پہلی بنیاد ڈالنے والا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور مماثلت کا آخری نمونہ ظاہر کرنے والا وہ مسیح خاتم الخلفاء محمدیہ ہے جو سلسلہ خلافت محمدیہ کا سب سے آخری خلیفہ ہے۔ سب سے پہلا خلیفہ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے وہ حضرت یوشع بن نون کے مقابل اور ان کا مثیل ہے جس کو خدا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت کیلئے اختیار کیا اور سب سے زیادہ فراست کی روح اس میں پھونکی یہاں تک کہ وہ مشکلات جو عقیدہ باطلہ حیاتِ مسیح کے مقابلہ میں خاتم الخلفاء کو پیش آنی چاہیے تھی ان تمام شبہات کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کمال صفائی سے حل کر دیا اور تمام صحابہ میں سے ایک فرد بھی ایسا نہ رہا جس کا گزشتہ انبیاء علیہم السلام کی موت پر اعتقاد نہ ہو گیا ہو بلکہ تمام امور میں تمام صحابہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایسی ہی اطاعت اختیار کر لی جیسا کہ حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد بنی اسرائیل نے حضرت یَشُوع بن نون کی اطاعت کی تھی اور خدا بھی موسیٰ اور یَشُوع بن نون کے نمونہ پر جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور آپ کا حامی اور مؤید تھا۔ ایسا ہی ابوبکر صدیق کا حامی اور مؤید ہو گیا۔'' یوشع بن نون یا یشوع بن نون ایک ہی چیز ہیں ایک ہی نام ہیں۔ (قاموس الکتاب، صفحہ 1144، زیر لفظ یوشع) آپؑ فرماتے ہیں ''درحقیقت خدا نے یَشُوع بن نون کی طرح اس کو ایسا مبارک کیا جو کوئی دشمن اس کا مقابلہ نہ کر سکا اور اسامہ کے لشکر کا ناتمام کام جو حضرت موسیٰ کے ناتمام کام سے مشابہت رکھتا تھا حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر پورا کیا۔ اور حضرت ابوبکرؓ کی حضرت یشوع بن نون کے ساتھ ایک اور عجیب مناسبت یہ ہے جو حضرت موسیٰ کی موت کی اطلاع سب سے پہلے حضرت یُوشع کو ہوئی اور خدا نے بلا توقف ان کے دل میں وحی نازل کی جو موسیٰ مر گیا تا یہود حضرت موسیٰ کی موت کے بارے میں کسی غلطی یا اختلاف میں نہ پڑ جائیں جیسا کہ یَشُوع کی کتاب باب اول سے ظاہر ہے۔ اِسی طرح سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت پر حضرت ابوبکرؓ نے یقین کامل ظاہر کیا اور آپؐ کے جسدِ مبارک پر بوسہ دے کر کہا کہ تُو زندہ بھی پاک تھا اور موت کے بعد بھی پاک ہے اور پھر وہ خیالات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بارے میں بعض صحابہ کے دل میں پیدا ہو گئے تھے ایک عام جلسہ میں قرآن شریف کی آیت کا حوالہ دے کر ان تمام خیالات کو دور کر دیا اور ساتھ ہی اس غلط خیال کی بھی بیخ کنی کر دی جو حضرت مسیح کی حیات کی نسبت احادیث نبویہ میں پوری غور نہ کرنے کی وجہ سے بعض کے دلوں میں پایا جاتا تھا اور جس طرح حضرت یَشُوع بن نون نے دین کے سخت دشمنوں اور مفتریوں اور مفسدوں کو ہلاک کیا تھا اِسی طرح بہت سے مفسد اور جھوٹے پیغمبر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارے گئے اور جس طرح حضرت موسیٰ راہ میں ایسے نازک وقت میں فوت ہو گئے تھے کہ جب ابھی بنی اسرائیل نے کنعانی دشمنوں پر فتح حاصل نہیں کی تھی اور بہت سے مقاصد باقی تھے اور ارد گرد دشمنوں کا شور تھا جو حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد اَور بھی خطرناک ہو گیا تھا ایسا ہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک خطرناک زمانہ پیدا ہو گیا تھا۔ کئی فرقے عرب کے مرتد ہو گئے تھے۔ بعض نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا اور کئی جھوٹے پیغمبر کھڑے ہو گئے تھے اور ایسے وقت میں جو ایک بڑے مضبوط دل اور مستقل مزاج اور قوی الایمان اور دلاور اور بہادر خلیفہ کو چاہتا تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر کئے گئے اور ان کو خلیفہ ہوتے ہی بڑے غموں کا سامنا ہوا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ بباعث چند در چند فتنوں اور بغاوتِ اَعراب اور کھڑے ہونے جھوٹے پیغمبروں کے میرے باپ پر جبکہ وہ خلیفہ رسول اللہ صلعم مقرر کیا گیا وہ مصیبتیں پڑیں اور وہ غم دل پر نازل ہوئے کہ اگر وہ غم کسی پہاڑ پر پڑتے تو وہ بھی گر پڑتا اور پاش پاش ہو جاتا اور زمین سے ہموار ہو جاتا مگر چونکہ خدا کا یہ قانونِ قدرت ہے کہ جب خدا کے رسول کا کوئی خلیفہ اس کی موت کے بعد مقرر ہوتا ہے تو شجاعت اور ہمت اور استقلال اور فراست اور دل قوی ہونے کی روح اس میں پھونکی جاتی ہے جیسا کہ یَشُوع کی کتاب باب اول آیت چھ میں حضرت یَشُوع کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مضبوط ہو اور دلاوری کر یعنی موسیٰ تو مر گیا اب تُو مضبوط ہو جا۔ یہی حکم قضا و قدر کے رنگ میں نہ شرعی رنگ میں حضرت ابوبکرؓ کے دل پر بھی نازل ہوا تھا تناسب اور تشابہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ابوبکر بن قُحافہ اور یَشُوع بن نون ایک ہی شخص ہے۔

استخلافی مماثلت نے اِس جگہ کَس کر'' یعنی واضح طور پر ''اپنی مشابہت دکھلائی ہے یہ اس لئے کہ کسی دو لمبے سلسلوں میں باہم مشابہت کو دیکھنے والے طبعاً یہ عادت رکھتے ہیں کہ یا اول کو دیکھا کرتے ہیں اور یا آخر کو مگر دو سلسلوں کی درمیانی مماثلت کو جس کی تحقیق و تفتیش زیادہ وقت چاہتی ہے دیکھنا ضروری نہیں سمجھتے بلکہ اول اور آخر پر قیاس کر لیا کرتے ہیں اس لئے خدا نے اس مشابہت کو جو یشوع بن نون اور حضرت ابوبکر میں ہے جو دونوں خلافتوں کے اول سلسلہ میں ہیں اور نیز اس مشابہت کو جو حضرت عیسیٰ بن مریم اور اِس امت کے مسیح موعود میں ہے جو دونوں خلافتوں کے آخر سلسلہ میں ہیں اجلیٰ بدیہیات کر کے دکھلا دیا۔ مثلاً یشوع اور ابوبکر میں وہ مشابہت درمیان رکھ دی کہ گویا وہ دونوں ایک ہی وجود ہے یا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں اور جس طرح بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد یُوشع بن نون کی باتوں کے شنوا ہو گئے اور کوئی اختلاف نہ کیا اور سب نے اپنی اطاعت ظاہر کی یہی واقعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیش آیا اور سب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں آنسو بہا کر دلی رغبت سے حضرت ابوبکر کی خلافت کو قبول کیا۔ غرض ہر ایک پہلو سے حضرت ابوبکر صدیق کی مشابہت حضرت یشوع بن نون علیہ السلام سے ثابت ہوئی۔ خدا نے جس طرح حضرت یشوع بن نون کو اپنی وہ تائیدیں دکھلائیں کہ جو حضرت موسیٰ کو دکھلایا کرتا تھا ایسا ہی خدا نے تمام صحابہ کے سامنے حضرت ابوبکر کے کاموں میں برکت دی اور نبیوں کی طرح اس کا اقبال چمکا۔

اُس نے مفسدوں اور جھوٹے نبیوں کو خدا سے قدرت اور جلال پا کر قتل کیا تا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم جانیں کہ جس طرح خدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اس کے بھی ساتھ ہے۔ ایک اَور عجیب مناسبت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضرت یشوع بن نون علیہ السلام سے ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت یشوع بن نون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ایک ہولناک دریا سے جس کا نام یَرْدَن ہے عبور مع لشکر کرنا پیش آیا تھا اور یَرْدَن میں ایک طوفان تھا اور عبور غیر ممکن تھا اور اگر اس طوفان سے عبور نہ ہوتا تو بنی اسرائیل کی دشمنوں کے ہاتھوں سے تباہی متصور تھی اور یہ وہ پہلا امر ہولناک تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یشوع بن نون کو اپنے خلافت کے زمانہ میں پیش آیا اس وقت خدا تعالیٰ نے اس طوفان سے اعجازی طور پر یوشع بن نون اور اس کے لشکر کو بچا لیا اور یردن میں خشکی پیدا کر دی جس سے وہ بآسانی گذر گیا وہ خشکی بطور جوار بھاٹا تھی یا محض ایک فوق العادت اعجاز تھا۔ بہرحال اس طرح خدا نے ان کو طوفان اور دشمن کے صدمہ سے بچایا اسی طوفان کی مانند بلکہ اس سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر خلیفۃ الحق کو مع تمام جماعت صحابہ کے جو ایک لاکھ سے زیادہ تھے پیش آیا یعنی ملک میں سخت بغاوت پھیل گئی اور وہ عرب کے بادیہ نشین جن کو خدا نے فرمایا تھا قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ (الحجرات: 15) ضرور تھا کہ اس پیشگوئی کے مطابق وہ بگڑتے تا یہ پیشگوئی پوری ہوتی۔'' یعنی اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ بادیہ نشین کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے تو کہہ دو تم ایمان نہیں لائے لیکن اتنا کہو کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں جبکہ ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ بہرحال آپؑ فرماتے ہیں۔ ''پس ایسا ہی ہوا اور وہ سب لوگ مرتد ہو گئے اور بعض نے زکوٰۃ سے انکار کیا اور چند شریر لوگوں نے پیغمبری کا دعویٰ کر دیا جن کے ساتھ کئی لاکھ بدبخت انسانوں کی جمعیت ہو گئی اور دشمنوں کا شمار اس قدر بڑھ گیا کہ صحابہ کی جماعت ان کے آگے کچھ بھی چیز نہ تھی اور ایک سخت طوفان ملک میں برپا ہوا یہ طوفان اس خوفناک پانی سے بہت بڑھ کر تھا جس کا سامنا حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو پیش آیا تھا اور جیسا کہ یوشع بن نون حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد ناگہانی طور پر اس سخت ابتلا میں مبتلا ہو گئے تھے کہ دریا سخت طوفان میں تھا اور کوئی جہاز نہ تھا اور ہر ایک طرف سے دشمن کا خوف تھا۔ یہی ابتلا حضرت ابوبکر کو پیش آیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور ارتداد عرب کا ایک طوفان برپا ہو گیا اور جھوٹے پیغمبروں کا ایک دوسرا طوفان اس کو قوت دینے والا ہو گیا۔ یہ طوفان یوشع کے طوفان سے کچھ کم نہ تھا بلکہ بہت زیادہ تھا اور پھر جیسا کہ خدا کی کلام نے حضرت یوشع کو قوت دی اور فرمایا کہ جہاں جہاں تُو جاتا ہے میں تیرے ساتھ ہوں۔ تُو مضبوط ہو اور دلاور بن جا اور بے دل مت ہو۔ تب یشوع

میں بڑی قوت اور استقلال اور وہ ایمان پیدا ہو گیا جو خدا کی تسلی کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ ایسا ہی حضرت ابوبکرؓ کو بغاوت کے طوفان کے وقت خدا تعالیٰ سے قوت ملی۔ جس شخص کو اس زمانہ کی اسلامی تاریخ پر اطلاع ہے وہ گواہی دے سکتا ہے کہ وہ طوفان ایسا سخت طوفان تھا کہ اگر خدا کا ہاتھ ابوبکرؓ کے ساتھ نہ ہوتا اور اگر درحقیقت اسلام خدا کی طرف سے نہ ہوتا اور اگر درحقیقت ابوبکر خلیفہ حق نہ ہوتا تو اس دن اسلام کا خاتمہ ہو گیا تھا۔

مگر یشوع نبی کی طرح خدا کے پاک کلام سے ابوبکر صدیقؓ کو قوت ملی کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اس ابتلا کی پہلے سے خبر دے رکھی تھی۔ چنانچہ جو شخص اس آیت مندرجہ ذیل کو غور سے پڑھے گا وہ یقین کرلے گا کہ بلاشبہ اس ابتلا کی خبر قرآن شریف میں پہلے سے دی گئی تھی اور وہ خبر یہ ہے کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:56) یعنی خدا نے مومنوں کو جو نیکو کار ہیں وعدہ دے رکھا ہے جو اُن کو خلیفے بنائے گا انہی خلیفوں کی مانند جو پہلے بنائے تھے اور اسی سلسلہ خلافت کی مانند سلسلہ قائم کرے گا جو حضرت موسیٰ کے بعد قائم کیا تھا۔'' حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود ہی یہ تفسیری تھوڑا سا وضاحتی ترجمہ کیا ہوا ہے۔ فرمایا ''اسی سلسلہ خلافت کی مانند سلسلہ قائم کرے گا جو حضرت موسیٰ کے بعد قائم کیا تھا اور ان کے دین کو یعنی اسلام کو جس پر وہ راضی ہوا زمین پر جمادے گا اور اس کی جڑ لگا دے گا اور خوف کی حالت کو امن کی حالت کے ساتھ بدل دے گا۔ وہ میری پرستش کریں گے کوئی دوسرا میرے ساتھ نہیں ملائیں گے۔ دیکھو اس آیت میں صاف طور پر فرما دیا ہے کہ خوف کا زمانہ بھی آئے گا اور امن جاتا رہے گا مگر خدا اس خوف کے زمانہ کو پھر امن کے ساتھ بدل دے گا۔ سو یہی خوف یشوع بن نون کو بھی پیش آیا تھا اور جیسا کہ اس کو خدا کی کلام سے تسلی دی گئی ایسا ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی خدا کی کلام سے تسلی دی گئی۔''

(تحفۂ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 183 تا 189)

ان شاء اللہ پانچ باتوں کی جو باقی تفصیلات ہیں آئندہ بیان ہوں گی۔

دنیا کے، جنگوں کے جو آج کل کے حالات ہیں اس کیلئے دعا کریں۔ یہ خوفناک سے خوفناک تر ہوتے جا رہے ہیں۔ اب تو ایٹمی جنگ کی بھی دھمکیاں دی جانے لگی ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا ہے اور کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ جس کے خوفناک نتائج ہوں گے اور اس کے نتائج اگلی نسلوں کو بھی بھگتنے پڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ان لوگوں کو عقل دے۔

ان دنوں میں درود بھی بہت پڑھیں۔ استغفار بھی بہت کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو بھی معاف فرمائے اور دنیا کے لیڈروں کو بھی عقل اور سمجھ عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک وقت میں جماعت کو خاص طور پر تلقین فرمائی تھی کہ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ:202) کی دعا بہت پڑھا کرو اور فرمایا تھا کہ رکوع کے بعد کھڑے ہو کے یہ دعا کیا کریں۔ (ماخوذ از ملفوظات، جلد اول، صفحہ 9) تو اس کو بھی آج کل بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ حسنات سے بھی نوازے اور ہر قسم کے آگ کے عذاب سے سب کو بچائے۔

ایک جنازہ غائب بھی مَیں آج پڑھاؤں گا جو مکرم ابوالفرج الحصنی صاحب آف شام کا ہے۔ یہ 13رفروری کو نوے سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کے والد مکرم محمد الحصنی صاحب ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ انہوں نے مولانا جلال الدین صاحب شمس کے ذریعہ سے بیعت کی تھی۔ ابوالفرج الحصنی صاحب سیریا کے پہلے امیر جماعت مکرم منیر الحصنی صاحب کے بھتیجے تھے اور ان کے دور میں بھی نائب امیر کے طور پر جماعت کی خدمت بجا لاتے رہے۔ بعد میں بھی نائب امیر رہے۔ 1933ء میں پیدا ہوئے اور چچا منیر الحصنی صاحب کی نیکی، تقویٰ اور علمی گفتگو سے بہت متاثر تھے۔ ان کی مجلس میں اکثر بیٹھا کرتے تھے۔ پندرہ سال کے تھے جب ایک دن ریڈیو پر تلاوت سن کر دل بھر آیا اور رونے لگے۔ اپنے چچا کے پاس گئے اور انہیں کہا کہ میں اللہ کے بارے میں مزید جاننا چاہتا ہوں۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک کتاب دی۔ کتاب پڑھ کر ان کے دل کی دنیا بدل گئی اور وہ اپنے چچا کے پاس آئے اور کہا کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ ان کو تین خلفائے سلسلہ سے ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جب 1955ء میں دمشق تشریف لائے تو مرحوم کو آپ سے ملاقات کا شرف نصیب ہوا اور سیکیورٹی کی خدمات کا موقع بھی ملا۔ 1972ء میں پاکستان جانے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی صحبت میں ربوہ میں چند ماہ رہ کر اردو سیکھنے اور جماعتی علوم سے بہرہ مند ہونے کا بھی موقع ملا۔ اسی سال انہیں پاکستان سے قادیان جانے کا بھی موقع ملا۔ 1986ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر برطانیہ آئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے ان کو شرف باریابی ملا۔ پھر 2017ء میں ان کو دوبارہ بھی قادیان جانے کا موقع ملا اور جلسہ میں انہوں نے عربی زبان میں ایک مختصر سا خطاب بھی فرمایا۔

مرحوم بڑے نیک اور صالح، مخلص اور عالم باعمل بزرگ تھے۔ اپنی کوئی اولاد نہیں تھی اور ان کی اہلیہ بھی غیر احمدی ہیں۔ صدر جماعت سیریا کہتے ہیں کہ میں 2017ء میں ان کے ساتھ قادیان کی زیارت کیلئے گیا۔ باوجودیکہ آپ بہت ضعیف تھے مگر فرطِ شوق کا یہ عالم تھا کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ زمین پر نہیں چل رہے بلکہ ہوا میں پرواز کر رہے ہیں۔ اور پہلے تو یہ حال تھا کہ بیماری کی وجہ سے جانا نہیں چاہتے تھے لیکن جب میں نے ان کو کہا کہ آپ ہو آئیں تو پھر انہوں نے کہا جب خلیفہ وقت کا حکم آ گیا ہے یا انہوں نے یہ کہہ دیا ہے کہ جاؤ تو پھر کوئی بات نہیں اور اللہ نے فضل فرمایا کہ وہ بیماری اور کمزوری ان کی اور جو ان کی اہلیہ کی تھی دونوں ٹھیک ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں گئے بلکہ منارۃ المسیح پر بھی ان کو چڑھنے کی توفیق ملی اور بیان کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ وہاں جوانوں سے زیادہ تیزی سے اوپر چڑھ گئے حالانکہ پہلے چلنے میں بھی مشکلات تھیں۔

مسلم الدروبی صاحب جو ڈاکٹر ہیں وہ لکھتے ہیں کہ مرحوم ایک ولی اللہ اور اَبدالُ الشام میں سے تھے۔ میں خود بھی اور باقی دوست بھی اس کے گواہ ہیں۔ آپ دمشق کے معروف تاجروں میں سے تھے اور قابل تقلید نمونہ تھے اور بازار میں آپ کی اچھی شہرت تھی۔ مرحوم بہت حلیم اور ذہین تھے۔ باقاعدگی سے تہجد کا التزام کرتے۔ سچی خوابیں دیکھنے والے تھے۔ بہت سی پوری ہوئیں۔ ان میں سے بہت سی سیریا کے حالات اور مصائب کے متعلق بھی تھیں۔ جب مختلف مربیان عربی کی تعلیم کیلئے سیریا آتے تو آپ ان کا بڑا احترام کرتے تھے اس لیے کہ اول تو خلیفہ وقت کی طرف سے بھجوائے گئے ہیں اور دوسرے انہوں نے تبلیغ کے لیے زندگی وقف کی ہوئی ہے۔

حسام النقیب صاحب جو شام کے سابق صدر ہیں آج کل ترکی میں ہیں وہ لکھتے ہیں کہ مرحوم متعدد خصائلِ حمیدہ کے مالک تھے جن میں سب سے نمایاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء سے محبت تھی۔ مرحوم کے ساتھ سفرِ قادیان مجھے ساری عمر نہیں بھولے گا۔ اس سفر کی ہر بات ہی ایک معجزہ تھی۔ میں قادیان میں سارا وقت ان کے ساتھ رہا۔ قادیان میں ان کی یہی ایک دعا ہوتی تھی کہ اے خدا! خلیفۂ وقت کی تائید و نصرت فرما اور ان کی عمر اور ہر کام میں برکت عطا فرما۔ پھر لکھتے ہیں کہ جب مجلس میں کوئی شخص خلیفۂ وقت کا کوئی ارشاد بیان کرتا تو اس دوران کسی کو بولنے کی اجازت نہ دیتے تا کہ آپ ارشاد پوری طرح سن لیں اور سمجھ لیں اور محظوظ ہوں۔ ایک بڑے بےنفس انسان تھے۔ کسی سے اپنی تعریف سن کے خوش نہیں ہوتے تھے بلکہ اس کو ڈانٹ کر کہتے تھے کہ ان باتوں کو چھوڑو۔ اللہ اور اس کی جماعت ہی سب کچھ ہے۔ جماعت کی باتیں کرو۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ انہوں نے کبھی نہیں چھوڑا۔ آخری سالوں کے سوا جبکہ بہت کمزور ہو گئے تھے کبھی آپ نے جماعتی کتب کا مطالعہ ترک نہیں کیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر کبیر کے ساتھ بہت لگاؤ تھا۔ جب کوئی آپ سے کسی قرآنی آیت کی تفسیر پوچھتا تو تفسیر کبیر کی شرح بیان کرتے تھے۔

ان کے بھانجے محمد عمار المِسکی صاحب جو یہاں یوکے میں ہیں یہ کہتے ہیں کہ میں چودہ سال کا تھا جب ان کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کیا کرتا تھا۔ واپسی پر ان کے ساتھ گھر آتا اور راستے میں ان سے جماعتی علوم کے بارے میں سوال کیا کرتا تھا اور بڑی تفصیل سے جواب دینے والے تھے۔ سیریا میں جماعتی کتب بھی دستیاب نہیں تھیں، افراد جماعت کو جماعتی علوم کی منتقلی میں مرحوم کا بہت کردار ہے۔ جب ربوہ گئے ہیں تو انہوں نے اردو پڑھنی سیکھی تھی۔ اردو کی کتابیں لے آتے تھے اور پھر کوشش کرتے تھے کہ اردو کی کتابوں کو پڑھ کے سمجھ کے پھر ان کا ترجمہ کر کے جماعت کے افراد کو بتائیں۔ مرحوم ایک بےنفس آدمی تھے۔ کبھی عہدے کی خواہش نہیں کی۔ ہمیشہ خادم بن کر رہنا انہوں نے پسند کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کو امیر بنانا بھی چاہا تو انہوں نے کہا کہ لوگ پھر کہیں گے کہ خاندانی طور پر یہ سارا کچھ امارت کا کام بھی چل پڑا ہے اس لیے کسی اَور کو بنا دیں اور میں ان سے پورا تعاون کروں گا اور پھر اپنے سے کم عمر امیر کے ساتھ بھی تعاون کیا اور بےشمار تعاون کیا بلکہ مثال قائم کر دی۔

اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت کا سلوک فرمائے درجات بلند فرمائے اور ان کی تمام دعائیں ان کی اپنی اہلیہ کے متعلق بھی پوری فرمائے۔ ان کو بھی توفیق دے کہ احمدیت کو قبول کر لیں۔ نماز کے بعد ان شاء اللہ جنازہ غائب ادا کروں گا۔

......☆......☆......☆......

ادائیگی صدقۃ الفطر

الحمد للہ رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ اپریل کے پہلے عشرہ سے شروع ہو رہا ہے۔ اسلام میں فطرانہ کی ادائیگی کیلئے ایک صاع یعنی قریباً 2 کلو 750 گرام غلہ کی شرح مقرر ہے۔ احباب جماعت پوری شرح کے ساتھ رمضان المبارک کے پہلے یا دوسرے عشرہ کے اندر اندر ہی صدقۃ الفطر کی ادائیگی کی کوشش کریں۔ چونکہ ہندوستان کے مختلف صوبہ جات میں غلہ (گندم، چاول) کی قیمت مختلف ہے اس لئے اپنی مقامی قیمت کے مطابق مقررہ شرح (2 کلو 750 گرام غلہ) کے مطابق قطرانہ کی رقم کی ادائیگی کریں۔ پنجاب کیلئے امسال صدقۃ الفطر کی رقم مبلغ چھپن روپے (Rs.56/-) مقرر کی گئی ہے۔

مقامی جماعت میں غرباء و مستحقین موجود ہونے کی صورت میں صدقۃ الفطر کی مجموعی رقم میں سے نوے فیصد تک کی رقم مجلس عاملہ کے مشورہ اور فیصلہ کے بعد تقسیم کی جا سکتی ہے بقیہ رقم مرکز میں جمع کروانی ہوگی۔ جس جماعت میں غرباء و مستحقین نہ ہوں اس جماعت کی وصول شدہ جملہ رقوم صدر انجمن احمدیہ کے جماعتی اکاؤنٹ میں آنی چاہئے۔

واضح ہو کہ فطرانہ کی رقم مساجد وغیرہ کی ضرورت پر خرچ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

ارشاد باری تعالیٰ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

(ترجمہ) اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تا کہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو (البقرۃ:184)

طالب دعا: صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (اڈیشہ)

ارشاد باری تعالیٰ

لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (التحریم:7)

(ترجمہ) وہ (فرشتے) خدا کی نافرمانی نہیں کرتے کسی بات میں جو ان کو حکم دیتا ہے اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے اس کو فوراً بجا لاتے ہیں۔

طالب دُعا: نورالہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

خطبہ جمعہ

”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر مجھے یقین ہو کہ
درندے مجھے نوچ کھائیں گے تو بھی مَیں اسامہ کے لشکر کے بارے میں رسول اللہ کے جاری فرمودہ فیصلے کو نافذ کر کے رہوں گا۔“ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد صدیقِ اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابوقحافہ کا بیٹا سب سے پہلا کام یہ کرے کہ جس لشکر کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کرنے کا حکم دیا تھا اسے روک لے؟

واللہ! اگر منکرینِ زکوٰۃ مجھے ایک رسّی دینے سے بھی انکار کریں گے جسے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ادا کیا کرتے تھے تو بھی میں ان سے جنگ کروں گا

اسیرِ راہِ مولیٰ مکرم محمود اقبال ہاشمی صاحب آف لاہور کی والدہ محترمہ سیدہ قیصرہ ظفر ہاشمی صاحبہ کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 11 / مارچ 2022ء بمطابق 11 / امان 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

حضرت ابوبکرؓ کو خلافت کے بعد جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، اُن کا ذکر ہو رہا تھا۔ ان میں سے پہلی مشکل جو بیان کی گئی تھی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا غم تھا جو ہر مسلمان کو تھا لیکن سب سے بڑھ کر حضرت ابوبکرؓ جو بچپن کے ساتھی تھے ان کو بہت زیادہ دکھ تھا اور اس کے علاوہ ان کا وفا کا جو مقام تھا اور بیعت کی گہرائی میں جا کر اس کا ادراک تھا وہ کسی اَور کو تو نہیں تھا لیکن اس وقت انہوں نے بڑی جرأت کا مظاہرہ کیا، ایمان کا مظاہرہ کیا۔ یہ بیان ہوا ہے کہ پہلا نازک اور ہولناک مرحلہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا صدمہ تھا کہ جس سے سارے صحابہ مارے غم کے دیوانے ہو رہے تھے۔ موت کے اس اچانک صدمے سے کوئی سنبھل نہیں پا رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا حادثہ اس قدر شدید اور المناک تھا کہ بڑے بڑے صحابہ مارے غم کے حواس کھو بیٹھے تھے۔ حضرت عمرؓ جیسے بہادر کا محبت کی اس دیوانگی میں اَور بھی برا حال تھا۔ وہ تلوار لے کر کھڑے ہو گئے کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں تو میں اس کا سر تن سے جدا کر دوں گا اور یہ ایک ایسا ردّعمل تھا کہ مسلمان اس بات کو سن کر اس شش و پنج کی کیفیت میں مبتلا ہو گئے تھے کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقعی فوت ہو گئے ہیں کہ نہیں اور قریب تھا کہ یہ عشاق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں توحید کے بنیادی سبق کو بھولتے ہوئے یہ کہنے لگ جاتے کہ نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی فوت نہیں ہو سکتے اور نہ ہی فوت ہوئے ہیں۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ مسجد نبوی میں تشریف لائے اور وہاں جمع شدہ سب لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اے لوگو! مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ۔ جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے ہیں اور جو کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا وہ خوش ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور کبھی فوت نہیں ہو گا۔ باوجود بے انتہا محبت کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؓ کو تھی جس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں تھا لیکن توحید کا درس آپؓ نے دیا۔

پھر فرمایا۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ (آل عمران: 145) کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف اللہ کے ایک رسول تھے اور آپؐ سے پہلے جتنے رسول گزرے ہیں سب فوت ہو چکے ہیں۔ پھر آپؐ کیوں نہ فوت ہوں گے۔ اگر آپؐ فوت ہو جائیں گے یا قتل کیے جائیں گے تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے اور اسلام کو چھوڑ دو گے؟ اس طرح حضرت ابوبکرؓ نے کمال ہمت اور حکمت سے اس وقت غم کی اس کیفیت میں صحابہ کی ڈھارس بندھائی اور غم کے مارے ان عشاق کے دلوں پر مرہم لگانے کا سبب بنے اور دوسری طرف توحید کی لرزتی ہوئی عمارت کو سنبھالا دیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق جس میں آپؑ فرماتے ہیں ”اور پھر وہ خیالات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بارے میں بعض صحابہ کے دل میں پیدا ہو گئے تھے ایک عام جلسہ میں قرآن شریف کی آیت کا حوالہ دے کر ان تمام خیالات کو دور کر دیا اور ساتھ ہی اس غلط خیال کی بھی بیخ کنی کر دی جو حضرت مسیح کی حیات کی نسبت احادیث نبویہ میں پوری غور نہ کرنے کی وجہ سے بعض کے دلوں میں پایا جاتا تھا۔“

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 184)

دوسرا بڑا کام یا صدمہ جو پہنچا، اور کس طرح آپؓ نے اس پر قابو پایا یا انجام دیا۔ وہ دوسرا بڑا کام ہے انتخابِ خلافت کے وقت امّتِ مسلمہ کو اتفاق کی لڑی میں، اتحاد کی لڑی میں پرونا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جو ایک دوسرا ممکنہ خدشہ پیدا ہوا وہ سقیفہ بنوساعدہ میں انصار کا اجتماع تھا جہاں ابتدا میں تو گویا یوں لگتا تھا کہ انصار کسی طور سے بھی مہاجرین میں سے کسی کو اپنا امیر یا خلیفہ تسلیم کرنے کو تیار نہ ہوں گے اور مہاجرین انصار میں سے کسی کو خلیفہ بنانے پر تیار نہ ہوں گے۔ اور قریب تھا کہ اختلافی تقریروں سے بڑھ کر بات تلواروں تک جا پہنچتی کہ اس نازک موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان میں اللہ تعالیٰ نے وہ تاثیر پیدا کی اور دوسری طرف لوگوں کے دلوں کو حضرت ابوبکرؓ کی طرف مائل کیا کہ یہ سارا انتشار اور اختلاف ایک بار پھر محبت و اتحاد میں تبدیل ہو گیا۔

جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”اور جس طرح بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد یُوشَع بن نُون کی باتوں کے شنوا ہو گئے اور کوئی اختلاف نہ کیا اور سب نے اپنی اطاعت ظاہر کی یہی واقعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیش آیا اور سب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں آنسو بہا کر دلی رغبت سے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کو قبول کیا۔“ (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 186)

تیسری اہم بات، اور ایسا فتنہ جس کو سنبھالنا بڑا ضروری تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کو کس طرح سرانجام دیا اور وہ بات تھی لشکر اسامہ کی روانگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لشکر شام کی سرحد پر رومیوں سے جنگ کے لیے تیار کیا تھا۔ جنگ مؤتہ اور غزوۂ تبوک کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدشہ پیدا ہوا کہ کہیں اسلام اور مسیحیت کے بڑھتے ہوئے اختلاف اور یہود کی فتنہ انگیزی کے باعث اہل روم عرب پر حملہ نہ کر دیں۔

جنگِ مؤتہ میں حضرت زیدؓ، حضرت جعفرؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ مسلمانوں کے تین امیر یکے بعد دیگرے شہید ہوئے۔ مؤتہ اردن کے مشرق میں ایک زرخیز زمین میں واقع ایک شہر ہے۔

(ابوبکر صدیق اکبر از محمد حسین ہیکل مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی، صفحہ 123، مکتبہ جدید لاہور) (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد 21، صفحہ 731 زیر لفظ مؤتہ)

بہرحال اس بارے میں حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حضرت زیدؓ، حضرت جعفرؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی موت کی خبر دی پیشتر اس کے کہ لوگوں کے پاس اس سے متعلق کوئی خبر آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زید نے جھنڈا لیا اور وہ شہید ہوا۔ پھر جعفر نے پکڑا اور وہ بھی شہید ہو گیا۔ پھر ابنِ رَوَاحہ نے جھنڈے کو پکڑا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ اور آپؐ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ آخر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی خالد بن ولید نے جھنڈا لیا یہاں تک کہ اللہ نے اسے ان مخالفین پر فتح دی۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب مناقب خالد بن الولیدؓ، حدیث 3757)

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس مسلمانوں کو ہمراہ لے کر جانب تبوک روانہ ہوئے لیکن دشمن کو میدان میں نکل کر مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور اس نے شام کے اندرونی علاقوں میں گھس کر مسلمانوں کے حملوں سے محفوظ ہونے میں اپنی خیریت سمجھی۔ ان غزوات کے باعث مسلمانوں کے متعلق رومیوں کے ارادے بہت خطرناک ہو گئے اور انہوں نے عرب کی سرحد پر پیش قدمی کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ کو بطور پیش بندی شام روانہ ہونے کا حکم دیا تھا۔

(ابوبکر صدیق اکبر از محمد حسین ہیکل مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی، صفحہ 124، مکتبہ جدید لاہور)

اور ایک مقصد جنگ مؤتہ کے شہیدوں کا بدلہ لینا بھی تھا۔ لشکر اسامہ کی تیاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دو روز قبل بروز ہفتہ مکمل ہوئی اور اس کا آغاز آپؐ کی بیماری سے قبل ہو چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ صفر کے آخر میں رومیوں سے جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ حضرت اسامہؓ کو بلایا اور فرمایا اپنے والد کی شہادت گاہ کی طرف روانہ ہو جاؤ اور انہیں گھوڑوں سے روند ڈالو۔ مَیں نے تم کو اس لشکر کا امیر مقرر کیا ہے۔

(فتح الباری لابن حجر، جلد 8، صفحہ 192، قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

ایک اَور روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بُلْقَاء اور دَارُوم کو گھوڑوں کے ذریعہ سے روند ڈالو۔ یعنی یہ لوگ ایسے ہیں جو جنگ کرنا چاہتے ہیں ان سے اچھی طرح جنگ کرو۔ بَلْقَاء ملک شام میں واقع ایک علاقہ ہے جو دمشق اور وادی القریٰ کے درمیان ہے۔ دَارُوم کے بارے میں یہ تعارف لکھا ہے کہ مصر جاتے ہوئے فلسطین میں غَزَّہ کے بعد ایک مقام ہے۔

(تاریخ طبری، جلد 2، صفحہ 224، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) (معجم البلدان، جلد 1، صفحہ 579، دارالکتب العلمیۃ بیروت) (فرہنگ سیرت، صفحہ 119، زوار اکیڈمی پبلیکیشنز کراچی 2003ء)

بہر حال ملک شام کیلئے روانگی کا ارشاد کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔صبح ہوتے ہی اہل اُبْنٰی پر حملہ کرو۔اُبْنٰی بھی ملک شام میں بلقاء کی جانب ایک جگہ کا نام ہے اور تیزی کے ساتھ سفر کرو تا ان تک اطلاع پہنچنے سے پہلے پہنچ جاؤ۔ پس اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کامیابی عطا کرے تو وہاں قیام مختصر رکھنا اور اپنے ساتھ راستہ دکھانے والے لے جانا اور مخبروں اور جاسوسوں کو اپنے آگے روانہ کر دو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہؓ کیلئے اپنے ہاتھ سے ایک جھنڈا باندھا۔پھر کہا: اللہ کے نام کے ساتھ اس کی راہ میں جہاد کرو اور اس سے جنگ کرو جس نے اللہ کا انکار کیا۔حضرت اسامہؓ یہ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے بندھا ہوا جھنڈا لے کر نکلے اور اسے حضرت بُرَیْدَہ بن حُصَیبؓ کے سپرد کیا اور جُرْف مقام پر لشکر کو جمع کیا۔جُرْف بھی مدینہ سے تین میل شمال کی جانب ایک جگہ ہے۔بہر حال مہاجرین و انصار کے معززین میں سے کوئی شخص بھی باقی نہ بچا مگر اس کو اس جنگ کیلئے بلا لیا گیا۔ان میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت ابوعُبیدہ بن جَرّاحؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت سعید بن زیدؓ، حضرت قَتَادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ، حضرت سَلَمَہ بن اسلم رضی اللہ عنہ یہ سب بھی شامل تھے۔کچھ لوگوں نے باتیں شروع کر دیں اور کہا یہ لڑکا اوّلین مہاجرین پر امیر بنایا جا رہا ہے۔اس بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے۔آپؐ نے اپنے سر کو ایک رومال سے باندھا ہوا تھا اور آپؐ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے۔آپؐ منبر پر چڑھے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا اے لوگو! تم میں سے بعض کی گفتگو اسامہ کو امیر بنانے کے متعلق مجھے پہنچی ہے۔اگر میرے اسامہ کو امیر بنانے پر تم نے اعتراض کیا ہے تو اس سے پہلے اس کے باپ کو میرے امیر مقرر کرنے پر بھی تم اعتراض کر چکے ہو۔خدا کی قسم! وہ امارت کے لائق تھا اور اسکے بعد اس کا بیٹا بھی امارت کے لائق ہے وہ ان لوگوں میں سے تھا جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں اور یقیناً یہ دونوں ایسے ہیں کہ ان کے بارے میں ہر قسم کی نیکی اور بھلائی کا خیال کیا جا سکتا ہے۔

پس اسامہ کیلئے خیر کی نصیحت پکڑو کیونکہ یہ تم میں سے بہترین لوگوں میں سے ہے۔یہ 10 / ربیع الاول اور ہفتے کا دن تھا یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دو دن قبل کی بات ہے۔وہ مسلمان جو حضرت اسامہؓ کے ساتھ روانہ ہو رہے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وداع کر کے جُرْف کے مقام پر لشکر میں شامل ہونے کیلئے چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری بڑھ گئی لیکن آپؐ تاکید فرماتے رہے کہ لشکرِ اسامہ کو بھیجو۔اتوار کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درد اَور زیادہ ہو گیا۔حضرت اسامہ لشکر میں سے واپس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے ہوشی کی حالت میں تھے۔اس روز لوگوں نے آپ کو دوا پلائی تھی۔حضرت اسامہؓ نے سر جھکا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیا۔آپؐ بول نہیں سکتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے اور حضرت اسامہؓ کے سر پر رکھ دیتے۔حضرت اسامہؓ کہتے ہیں کہ میں نے سمجھ لیا کہ آپؐ میرے لیے دعا کر رہے ہیں۔حضرت اسامہ لشکر کی طرف واپس آ گئے۔حضرت اسامہؓ سوموار کو دوبارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپؐ کو افاقہ ہو گیا تھا۔آپؐ نے اسامہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی برکت سے روانہ ہو جاؤ۔

حضرت اسامہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے اور لوگوں کو چلنے کا حکم دیا۔آپؓ نے ابھی کوچ کا ارادہ ہی کیا تھا کہ ان کی والدہ حضرت ام ایمنؓ کی طرف سے ایک شخص یہ پیغام لے کر آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری وقت دکھائی دے رہا ہے۔اس پر حضرت اسامہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعُبیدہؓ بھی ان کے ساتھ تھے اور آپؐ پر نزع کی حالت تھی۔ 12 / ربیع الاول کو پیر کے دن سورج ڈھلنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی جس کی وجہ سے مسلمانوں کا لشکر جُرْف مقام سے مدینہ واپس آ گیا اور حضرت بُرَیدہ بن حُصَیبؓ حضرت اسامہؓ کا جھنڈا لے کر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر گاڑ دیا۔ایک روایت کے مطابق جب حضرت اسامہؓ کا لشکر ذِی خُشُب میں تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔یہ ذِی خُشُب مدینہ سے شام کے راستے پر ایک وادی کا نام ہے۔بہر حال جب حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی گئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بُرَیدہ بن حُصَیبؓ کو حکم دیا کہ جھنڈا لے کر اسامہؓ کے گھر جاؤ کہ وہ اپنے مقصد کیلئے روانہ ہوں۔حضرت بُرَیدہؓ جھنڈے کو لشکر کی پہلی جگہ پر لے آئے۔(الطبقات الکبریٰ، جلد 2، صفحہ 146-147، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)(البدایۃ والنھایۃ، جلد 3، جزء 6، صفحہ 302، دار الکتب العلمیۃ بیروت)(معجم البلدان، جلد 1، صفحہ 101، دار الکتب العلمیۃ بیروت)(فرہنگ سیرت، صفحہ 114، 87 زوار اکیڈمی پبلی کیشنز کراچی 2003ء)

اس لشکر کی تعداد تین ہزار بیان کی جاتی ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیہ، جلد 4، صفحہ 155، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

اور ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت اسامہ بن زیدؓ کو سات سو آدمیوں کے ساتھ شام کی طرف بھیجا گیا۔ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دوسرے روز حضرت ابوبکرؓ نے منادی کرا دی کہ اسامہ کی مہم پایہ تکمیل کو پہنچے گی۔اسامہ کے لشکر میں سے کوئی شخص بھی مدینہ میں باقی نہ رہے مگر یہ کہ وہ سب جُرْف میں ان کے لشکر سے جا ملیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تمام عرب میں خواہ کوئی عام تھا یا خاص تقریباً ہر قبیلہ میں فتنۂ ارتداد پھیل چکا تھا اور ان میں نفاق ظاہر ہو گیا تھا اور اس وقت یہود و نصاریٰ نے اپنی گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھنا شروع کر دیا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور مسلمانوں کی کم تعداد اور دشمن کی کثرت کے باعث ان کی حالت بارش والی ریت میں بھیڑ بکریوں کی مانند تھی یعنی اس طرح تھے کہ بالکل بے یار و مددگار تھے اس پر لوگوں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ یہ لوگ صرف اسامہؓ کے لشکر کو ہی مسلمانوں کا لشکر سمجھتے ہیں اور جیسا کہ آپؓ دیکھ رہے ہیں عربوں نے آپؓ سے بغاوت کر دی ہے۔پس مناسب نہیں کہ آپؓ مسلمانوں کی اس جماعت کو اپنے سے الگ کر لیں یعنی اسامہؓ کے لشکر کو بھیجیں۔اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر مجھے یقین ہو کہ درندے مجھے نوچ کھائیں گے تو بھی مَیں اسامہ کے لشکر کے بارے میں رسول اللہ کے جاری فرمودہ فیصلے کو نافذ کر کے رہوں گا۔

ایک اَور روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اس ذات کی قَسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاؤں کتے گھسیٹتے پھریں۔مَیں پھر بھی اس لشکر کو جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے واپس نہیں بلاؤں گا اور نہ مَیں اس جھنڈے کو کھولوں گا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے۔(البدایۃ والنھایۃ، جلد 3، جزء 6، صفحہ 302، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)(تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 244، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 2012ء)(الکامل فی التاریخ، جلد 2، صفحہ 199، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2006ء)

حضرت مصلح موعودؓ اس بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ ’’جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو سارا عرب مرتد ہو گیا اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ جیسے بہادر انسان بھی اِس فتنہ کو دیکھ کر گھبرا گئے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے قریب ایک لشکر رومی علاقہ پر حملہ کرنے کیلئے تیار کیا تھا اور حضرت اسامہؓ کو اس کا افسر مقرر کیا تھا۔یہ لشکر ابھی روانہ نہیں ہوا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور آپؐ کی وفات پر جب عرب مرتد ہو گیا تو صحابہؓ نے سوچا کہ اگر ایسی بغاوت کے وقت اسامہؓ کا لشکر ابھی رومی علاقہ پر حملہ کرنے کیلئے بھیج دیا گیا تو پیچھے صرف بوڑھے مرد اور بچے اور عورتیں رہ جائیں گی اور مدینہ کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں رہے گا۔ چنانچہ انہوں نے تجویز کی کہ اکابر صحابہؓ کا ایک وفد حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں جائے اور ان سے درخواست کرے کہ وہ اس لشکر کو بغاوت کے فرو ہونے تک روک لیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ اور دوسرے بڑے بڑے صحابہؓ آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے یہ درخواست پیش کی۔حضرت ابوبکرؓ نے جب یہ بات سنی تو انہوں نے نہایت غصہ سے اس وفد کو یہ جواب دیا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابوقُحافہ کا بیٹا سب سے پہلا کام یہ کرے کہ جس لشکر کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کرنے کا حکم دیا تھا اسے روک لے؟

پھر آپؓ نے فرمایا خدا کی قسم! اگر دشمن کی فوجیں مدینہ میں گھس آئیں اور کتے مسلمان عورتوں کی لاشیں گھسیٹتے پھریں تب بھی میں اس لشکر کو نہیں روکوں گا جس کو روانہ کرنے کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا تھا۔ یہ جرأت اور دلیری حضرت ابوبکرؓ میں اِسی وجہ سے پیدا ہوئی کہ خدا نے یہ فرمایا کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ جس طرح بجلی کے ساتھ معمولی تار بھی مل جائے تو اس میں عظیم الشان طاقت پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق کے نتیجہ میں آپؐ کے ماننے والے بھی اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ کے مصداق بن گئے۔‘‘ (سیر روحانی (6)، انوار العلوم، جلد 22، صفحہ 593-594)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جیشِ اسامہ کی روانگی کی بابت اپنی تصنیف سر الخلافہ میں بیان فرماتے ہیں کہ ’’ابنِ اثیر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور آپؐ کی وفات کی خبر مکہ اور وہاں کے گورنر عَتّاب بن اَسِید کو پہنچی تو عَتّاب چھپ گیا اور مکہ لرز اٹھا اور قریب تھا کہ اسکے باشندے مرتد ہو جاتے اور مزید لکھا ہے کہ عرب مرتد ہو گئے۔’’ہر قبیلہ میں سے عوام یا خواص۔اور نفاق ظاہر ہو گیا اور یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنی گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھنا شروع کر دیا اور مسلمانوں کی اپنے نبیؐ کی وفات کی وجہ سے، نیز اپنی قلت اور دشمنوں کی کثرت کی وجہ سے ایسی حالت ہو گئی تھی جیسی بارش والی رات میں بھیڑ بکریوں کی ہوتی ہے اس پر لوگوں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ یہ لوگ صرف اسامہ کے لشکر کو ہی مسلمانوں کا لشکر سمجھتے ہیں اور جیسا کہ آپؓ دیکھ رہے ہیں عربوں نے آپؓ سے بغاوت کر دی ہے۔پس مناسب نہیں کہ آپؓ مسلمانوں کی اس جماعت کو اپنے سے الگ کر لیں۔اس پر (حضرت) ابوبکرؓ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر مجھے اس بات کا یقین بھی ہو جائے کہ درندے مجھے اچک لیں گے تب بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اسامہ کے لشکر کو ضرور بھیجوں گا۔جو فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں اسے منسوخ نہیں کر سکتا۔‘‘

(اردو ترجمہ سر الخلافۃ، صفحہ 188-189، حاشیہ شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

الغرض آپؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو کماحقہ قائم رکھا اور نافذ فرمایا اور جو صحابہ حضرت اسامہؓ کے لشکر میں شامل تھے انہیں واپس لشکر میں شامل ہونے کا ارشاد فرمایا۔آپؓ نے فرمایا کہ ہر وہ شخص جو پہلے اسامہؓ کے لشکر میں شامل تھا اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں شامل ہونے کا ارشاد فرمایا تھا وہ ہرگز پیچھے نہ رہے اور نہ ہی میں اسے پیچھے رہنے کی اجازت دوں گا۔اسے خواہ پیدل بھی جانا پڑے وہ ضرور ساتھ جائے گا۔تو ایک بھی اس سے پیچھے نہ رہا۔ (شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیہ، جلد 4، صفحہ 155، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

بہر حال لشکر ایک بار پھر تیار ہو گیا۔بعض صحابہؓ نے حالات کی نزاکت کے باعث پھر مشورہ دیا کہ فی الحال اس لشکر کو روک لیا جائے۔ایک روایت کے مطابق حضرت اسامہؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس جا کر ان سے کہیں کہ وہ لشکر کی روانگی کا حکم منسوخ کر دیں تاکہ ہم مرتدین کے خلاف نبرد آزما ہوں اور خلیفۂ رسول اور حرمِ رسول اور مسلمانوں کو مشرکین کے حملوں سے محفوظ رکھیں۔حضرت اسامہؓ کے لشکر میں شامل کچھ انصار نے حضرت عمرؓ سے یہ بھی کہا کہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ اگر لشکر کو روانہ کرنے پر ہی مصر ہوں تو انہیں ہماری طرف سے یہ پیغام دیں اور یہ مطالبہ کریں کہ وہ کسی ایسے شخص کو لشکر کا سردار مقرر کر دیں جو عمر میں اسامہ سے بڑا ہو۔ حضرت عمرؓ حضرت اسامہؓ کے کہنے پر حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں بتایا جو حضرت اسامہؓ نے کہا تھا۔اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اگر کتے اور بھیڑیے بھی مجھے نوچ کر کھائیں تو میں اسی طرح اس فیصلے کو نافذ کروں گا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تھا اور میں اس فیصلے کو تبدیل نہیں کروں گا جو فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔اگر ان بستیوں میں میرے سوا کوئی ایک بھی باقی نہ بچا تب بھی میں اس فیصلے کو نافذ کر کے رہوں گا۔پھر حضرت عمرؓ نے کہا کہ انصار کسی ایسے شخص کو امیر کے طور پر چاہتے ہیں جو اسامہ سے عمر میں بڑا ہو۔اس پر حضرت ابوبکرؓ جو بیٹھے ہوئے تھے کھڑے ہوئے اور حضرت عمرؓ کی داڑھی سے پکڑا اور کہا اے ابن خطاب! تیری ماں

تجھے کھوئے!! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے امیر مقرر کیا ہے اور تم مجھے کہتے ہو کہ میں اسے امارت سے ہٹا دوں۔

(ماخوذ از الکامل فی التاریخ، جلد2، صفحہ 199-200، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2006ء)

حضرت عمرؓ لوگوں کی طرف واپس پہنچے تو لوگوں نے آپؓ سے کہا کہ کیا بنا؟ تو حضرت عمرؓ نے ان سے کہا: چلے جاؤ۔ تمہاری مائیں تمہیں کھوئیں۔ یعنی ان کو برا بھلا کہا۔ ناپسندیدگی کا اظہار کیا کہ آج تمہاری وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کی طرف سے مجھے کوئی بھلائی نہیں ملی۔ (ماخوذ از تاریخ الطبری لابی جعفر محمد بن جریر طبری، جلد 2، صفحہ 246، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 2012ء) (ماخوذ از السیرۃ الحلبیۃ، جلد3، صفحہ 293، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء) یعنی انہوں نے میری باتوں کا بہت بُرا منایا۔

جب حضرت ابوبکرؓ کے حکم کے مطابق جیش اسامہ جُرف کے مقام پر اکٹھا ہو گیا تو حضرت ابوبکرؓ وہاں خود تشریف لے گئے اور آپؓ نے وہاں جا کر لشکر کا جائزہ لیا اور اس کو ترتیب دیا۔

روانگی کے وقت کا منظر بھی بہت حیرت انگیز تھا۔ اس وقت حضرت اسامہؓ سوار تھے جبکہ حضرت ابوبکرؓ پیدل چل رہے تھے۔ حضرت اسامہؓ نے عرض کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! یا تو آپؓ سوار ہو جائیں یا پھر میں بھی نیچے اترتا ہوں۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ بخدا نہ ہی تم نیچے اترو گے اور نہ ہی مَیں سوار ہوں گا اور مجھے کیا ہے کہ میں اپنے دونوں پیر اللہ کی راہ میں ایک گھڑی کیلئے گرد آلود نہ کرلوں کیونکہ غزوہ میں شامل ہونے والا جب کوئی قدم اٹھاتا ہے تو اس کیلئے اسکے بدلے میں سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کو سات سو درجے بلندی دی جاتی ہے اور اس کی سات سو برائیاں ختم کی جاتی ہیں۔

(ماخوذ از الکامل فی التاریخ، جلد2، صفحہ 200، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2006ء)

پھر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت اسامہؓ سے کہا اگر آپ مناسب سمجھیں تو حضرت عمرؓ کو میرے کاموں میں معاونت کے لیے چھوڑ دیں تو حضرت اسامہؓ نے اجازت دے دی۔

(تاریخ الطبری لابی جعفر محمد بن جریر طبری، جلد2، صفحہ 246، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 2012ء)

اس کے بعد حضرت عمرؓ جب بھی حضرت اسامہؓ سے ملتے یہاں تک کہ خلیفہ منتخب ہونے کے بعد بھی تو آپ کو مخاطب ہو کر کہتے کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ أَیُّهَا الْأَمِیْرُ۔ حضرت عمرؓ کیونکہ قافلے میں شامل تھے اس لیے اس وقت ان کے امیر تھے تو حضرت عمرؓ یہ کہا کرتے تھے کہ اے امیر! السلام علیکم۔ حضرت اسامہؓ جواب دیا کرتے تھے کہ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ یَا أَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْن کہ اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ آپؓ سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔

(السیرۃ الحلبیۃ، جلد3، صفحہ 294، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

بہرحال آگے ذکر ہے کہ سب سے آخر پر لشکر کو خطاب فرماتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں تم کو دس باتوں کی نصیحت کرتا ہوں: تم خیانت نہ کرنا، اور مال غنیمت سے چوری نہ کرنا، تم بدعہدی نہ کرنا، اور مُثلہ نہ کرنا یعنی کسی کے ناک کان نہ کاٹنا آنکھیں نہ نکالنا چہرہ نہ بگاڑنا، اور کسی چھوٹے بچے کو قتل نہ کرنا اور نہ کسی بوڑھے کو اور نہ ہی کسی عورت کو، اور نہ کھجور کے درخت کو کاٹنا اور نہ اس کو جلانا، اور نہ کسی پھل دار درخت کو کاٹنا، نہ تم کسی بکری گائے اور اونٹ کو ذبح کرنا سوائے کھانے کیلئے، اور تم کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرو گے جنہوں نے اپنے آپ کو گرجوں میں وقف کر رکھا ہے پس تم انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دینا یعنی راہب، عیسائی پادری، جتنے ہیں ان کو کچھ نہیں کہنا، اور تم ایسے لوگوں کے پاس جاؤ گے جو تمہیں مختلف قسم کے کھانے برتنوں میں پیش کریں گے تم ان پر اللہ کا نام لے کر کھانا۔ یہ نہیں کہ اگر انہوں نے کھانا پیش کیا تو نہ کھاؤ کہ حرام ہے، بسم اللہ پڑھ کے کھا لینا، اور تمہیں ایسے لوگ ملیں گے جو اپنے سر کے بال درمیان سے صاف کیے ہوں گے اور چاروں طرف پٹیوں کی مانند بال چھوڑے ہوں گے تو تلوار سے ان کی خبر لینا۔ یہ لوگ جو ہیں ان کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں۔ یہ آتا ہے کہ عیسائیوں کا ایک گروہ ایسا تھا جو راہب تو نہیں تھے لیکن مذہبی لیڈر ہوتے تھے اور وہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کیلئے بھڑکاتے رہتے تھے اور جنگ میں حصہ بھی لیتے تھے۔ اس لیے آپؓ نے یہ تو فرمایا کہ جو راہب ہیں گرجوں کے اندر ہیں ان کو کچھ نہیں کہنا، ان سے نہیں لڑنا لیکن ایسے لوگ اور ان لوگوں کے پیچھے چلنے والے جو لوگ ہیں ان سے بہرحال جنگ کرنی ہے کیونکہ یہ لوگ جنگ کرنے والے بھی ہیں اور جنگ کیلئے بھڑکانے والے بھی ہیں۔ فرمایا کہ اللہ کے نام سے روانہ ہو جاؤ۔ اللہ تمہیں ہر قسم کے زخم سے اور ہر قسم کی بیماری اور طاعون سے محفوظ رکھے۔

(ماخوذ از تاریخ الطبری لابی جعفر محمد بن جریر طبری، جلد2، صفحہ 246، دار الکتب العلمیۃ، بیروت 2012ء)

پھر حضرت ابوبکرؓ نے اسامہ سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تمہیں کرنے کا حکم دیا تھا وہ سب کچھ کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی بجا آوری میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرنا۔

(ماخوذ از تاریخ الطبری لابی جعفر محمد بن جریر طبری، جلد2، صفحہ 246، دار الکتب العلمیۃ، بیروت 2012ء)

اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کو ساتھ لے کر مدینہ تشریف لے آئے۔

(سیرت سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ، مترجم مولفہ عمر ابوالنصر، صفحہ 561)

حضرت ابوبکرؓ نے اُسامہ بن زید کے لشکر کو ربیع الاول 11 ہجری کے آخر میں روانہ فرمایا۔

(البدایۃ والنہایۃ، جلد3، جزء6، صفحہ 302، سنہ 11 ہجری، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

اور ایک روایت کے مطابق انہیں یکم ربیع الثانی گیارہ ہجری کو روانہ فرمایا۔

(ماخوذ از الطبقات الکبریٰ، جلد2، صفحہ 147، سریہ اسامہ بن زیدؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

حضرت اسامہؓ بیس راتوں کا سفر طے کر کے اہلِ اُبْنٰی کے پاس پہنچے اور ان پر اچانک حملہ کر دیا اور مسلمانوں کا شعار 'یَا مَنْصُوْرُ اَمِتْ' تھا۔ یعنی اے منصور! مار دو۔ یعنی جو بھی مقابلہ کرنے آیا ہے اسے مارو۔ جو اُن کے سامنے آیا اسے قتل کر دیا اور جس پر قابو پا لیا اسے قیدی بنا لیا۔ حضرت اسامہؓ نے ان کے میدانوں میں اپنے گھڑسواروں کو گشت کرایا۔ اس روز جو کچھ انہیں مال غنیمت ملا اسے سنبھالنے میں مصروف رہے۔ حضرت اسامہؓ اپنے والد کے سُبْحَہ نامی گھوڑے پر سوار تھے اور انہوں نے حملہ کر کے اپنے والد کے قاتل کو بھی قتل کر دیا۔ جب شام ہو گئی تو حضرت اسامہؓ نے لوگوں کو کوچ کا حکم دیا اور اپنی رفتار تیز کر دی۔ آپؓ نو راتوں میں وادِی القریٰ پہنچ گئے اور آپؓ نے خوشخبری دینے والوں کو مدینہ روانہ کیا کہ وہ لشکر کی سلامتی کی خبر دے۔ اسکے بعد انہوں نے روانگی کا قصد کیا اور چھ راتوں میں مدینہ پہنچ گئے۔ اس معرکہ میں مسلمانوں کا کوئی آدمی بھی شہید نہیں ہوا۔ جب یہ کامیاب اور فاتح لشکر مدینہ پہنچا تو حضرت ابوبکرؓ مہاجرین اور اہلِ مدینہ کے ساتھ لشکر کی سلامتی پر خوش ہوتے ہوئے ان کو ملنے کیلئے باہر نکلے۔ حضرت اسامہؓ اپنے والد کے گھوڑے پر سوار ہو کر داخل ہوئے اور حضرت بُرَیدہ بن حُصَیبؓ آپؓ کے آگے جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے یہاں تک کہ آپؓ مسجد نبویؐ پہنچے۔ آپؓ نے مسجد میں داخل ہو کر دو رکعات پڑھیں۔ پھر آپؓ اپنے گھر چلے گئے۔

(الطبقات الکبریٰ، جلد2، صفحہ 147، سریہ اسامہ بن زیدؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

متفرق روایات کے مطابق یہ لشکر چالیس سے لے کر ستر روز تک باہر رہنے کے بعد مدینہ واپس پہنچا تھا۔

(الکامل فی التاریخ، جلد2، صفحہ 200، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ 2006ء)

لکھا ہے کہ غالباً یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوبکرؓ کی محبت کا سبب تھا کہ اسامہؓ کے جس جھنڈے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے گرہ لگائی تھی حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ابنِ ابو قُحافہ اس جھنڈے کی گرہ کھول دے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے لگائی ہے۔ چنانچہ لشکر اسامہ کی واپسی پر اس جھنڈے کی گرہ نہ کھولی گئی اور وہ جھنڈا بعد میں بھی حضرت اسامہؓ کے گھر میں ہی رہا یہاں تک کہ حضرت اسامہؓ کی وفات ہو گئی۔ (المسیرۃ الاسلامیہ لجیل الخلافۃ الراشدۃ تالیف منیر محمد الغضبان، جلد اول، ص 34-35، دار السلام 2015ء)

لشکر اسامہ کے اثرات کے بارے میں لکھا ہے کہ اس لشکر کے بہت ہی اہم اور دُوررَس اثرات ظاہر ہوئے: ایک تو یہ کہ وہ سب لوگ جو کہ پہلے بہت شدت سے قائل تھے کہ حالات کا تقاضا ہے کہ لشکرِ اسامہ کو ابھی نہیں بھیجنا چاہیے وہ جان گئے کہ خلیفہ کا فیصلہ کتنا بروقت اور مفید تھا اور وہ جان گئے کہ حضرت ابوبکرؓ بہت ہی عمیق نظر اور فہم و فراست کے حامل تھے؛ نمبر 2 یہ کہ اس لشکر کی روانگی سے قبل قبائل عرب میں مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی اور وہ سوچنے لگے کہ اگر مسلمانوں کے پاس قوت نہ ہوتی تو یہ لشکر روانہ نہ کرتے۔ اس کا ان پر کافی رعب پڑا؛ تیسری بات یہ کہ عرب کی سرحدوں پر نظریں لگائے غیر ملکی قوتیں خاص طور پر رومیوں پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو گیا۔ رومی کہنے لگے یہ کیسے لوگ ہیں کہ ایک طرف تو ان کا نبی فوت ہو رہا ہے اور پھر بھی یہ ہمارے ملک پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ از صلابی، صفحہ 268، 258)

مشہور برطانوی ماہر تعلیم اور مستشرق سر تھامس واکر آرنلڈ (Thomas Walker Arnold) لشکرِ اسامہ کے بارے میں لکھتا ہے:

[AFTER the death of Muhammad, the army he had intended for Syria was despatched thither by Abū Bakr, in spite of the protestations made by certain Muslims in view of the then disturbed state of Arabia. He silenced their expostulations with the words: "I will not revoke any order given by the Prophet. Medina may become the prey of wild beasts, but the army must carry out the wishes of Muhammad." This was the first of that wonderful series of campaigns in which the Arabs overran Syria, Persia and Northern Africa—overturning the ancient kingdom of Persia and despoiling the Roman Empire of some of its fairest provinces.]

(The Preaching of Islam By T.W. Arnold. Chapter III. Page 41. London Constable and Company Ltd. 1913)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابوبکر نے لشکر اسامہ کو روانہ کیا جسے شام کی طرف بھیجنے کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عزم کر رکھا تھا۔ باوجودیکہ عرب میں اضطرابی کیفیت کے پیش نظر بعض مسلمانوں نے اس سے اختلاف کیا لیکن ابوبکرؓ نے ان کے تردّد کو اپنے اس قول کے ذریعہ سے خاموش کر دیا کہ مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دیے گئے کسی حکم کو منسوخ نہیں کروں گا خواہ مدینہ جنگلی درندوں کا شکار بن جائے پھر بھی یہ لشکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہشات کی ضرور تکمیل کرے گا۔ یہ ان شاندار مہمات میں سے پہلی مہم تھی جس کے ذریعہ سے عرب شام، ایران اور شمالی افریقہ پر قابض ہوئے اور قدیم فارسی سلطنت کو ختم کیا اور رومی سلطنت کے پنجے سے اس کے بہترین صوبوں کو آزاد کرا لیا۔

اسی طرح ایک اَور جگہ اس کا تذکرہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں حضرت اسامہ کے ذیل میں اس طرح لکھا ہے:

The newly-elected caliph Abu Bakr ordered the expedition to be resumed, in accordance with the Prophet's wishes, though the tribes were already in revolt. Usama reached the region of al-Balka in Syria, where Zayd had fallen, and raided the village of Ubna......His victory brought joy to Medina, depressed by news of the ridda, thus acquiring an importance out of proportion to its real significance, which caused it later to be regarded as the beginning of a campaign for the conquest of Syria.

(The Encyclopaedia of Islam vol. 10 Page 913 Under Usama Printed by Leiden brill 2000)

کہ نئے منتخب ہونے والے خلیفہ ابوبکرؓ نے حکم دیا کہ اسامہ کا لشکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہشات کی تکمیل کے

لیے بدستور جائے گا اگرچہ قبائل میں پہلے ہی بغاوت چل رہی تھی۔ اسامہ ملک شام میں بلقاء کے علاقے میں پہنچے جہاں زید کو مارا گیا تھا اور اسامہ نے اُبنیٰ کی بستی پر حملہ کیا ان کی فتح سے اہل مدینہ جو کہ ارتداد کی خبروں کی وجہ سے شدید پریشان تھے ان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ پس اس مہم نے ایک عمومی مہم کی حیثیت سے زیادہ بڑھ کر اہمیت حاصل کر لی جس کی وجہ سے اس مہم کو فتح شام کا پیش خیمہ قرار دیا گیا۔

پھر حضرت ابوبکرؓ کو جو ایک اَور چیلنج کا سامنا کرنا پڑا وہ تھا مانعین اور منکرین زکوٰۃ اور ان کا فتنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سارے عرب میں پھیل گئی تو ہر طرف ارتداد اور بغاوت کے شعلے بھڑکنے لگے۔ علامہ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تمام عرب نے ارتداد اختیار کر لیا ماسوائے دو مسجد والوں کے یعنی مکہ اور مدینہ کے۔ (البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، جلد 3، جزء 6، صفحہ 309، فصل فی تنفیذ جیش اسامہ بن زید، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اہل مکہ ارتداد سے محفوظ رہے جس کی تفصیل یوں ملتی ہے کہ سہیل بن عمرو جنہوں نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا تھا وہ غزوۂ بدر میں کافر ہونے کی حالت میں مسلمانوں کے قیدی بنے۔ انہوں نے اپنے ہونٹوں پر نشان بنا رکھے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! اس کے سامنے والے دو دانت نکلوا دیں جہاں اس نے نشان بنائے ہوئے ہیں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کبھی بھی خطاب کرنے کے لیے کھڑا نہیں ہو سکے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! اسے چھوڑ دو قریب ہے کہ یہ ایسے مقام پر کھڑا ہو کہ تم اس کی تعریف کرو۔

حضرت عمرؓ تو اس کو سزا دلوانا چاہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا نہیں، کچھ نہیں کہنا۔ ایک موقع آئے گا جب یہ اس مقام پر کھڑا ہو گا اور ایسی باتیں کرے گا کہ تم اس کی تعریف کرو گے۔ بہرحال وہ کہتے ہیں کہ یہ مقام اس وقت آیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو مکہ والے متزلزل ہو گئے۔ جب قریش نے اہلِ عرب کو مرتد ہوتے دیکھا اور حضرت عتّاب بن اَسِید اُموِیؓ جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اہلِ مکہ پر امیر مقرر تھے وہ چھپ گئے تو اس وقت حضرت سُہیل بن عمروؓ خطاب کرتے ہوئے کھڑے ہوئے اور کہا: اے قریش کے گروہ! آخر میں اسلام لا کر سب سے پہلے ارتداد اختیار کرنے والے نہ بننا۔ خدا کی قسم! یہ دین اسی طرح پھیلے گا جس طرح کہ چاند اور سورج طلوع سے غروب تک پھیلتے ہیں۔ اس طرح آپؓ نے یعنی سہیل نے ایک طویل خطاب کیا۔ چنانچہ اس خطاب نے مکہ والوں کے دلوں پر اثر کیا اور رک گئے۔ حضرت عتّاب بِن اَسِید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو چھپ گئے تھے وہ بھی بلائے گئے اور قریش اسلام پر ثابت قدم ہو گئے۔

(اسد الغابۃ، جلد 2، صفحہ 585، سہیل بن عمروؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

وہ لوگ جنہوں نے ارتداد اختیار کیا تھا ان کی متعدد اقسام تھیں۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ابوبکرؓ کی سیرت پر ایک لکھنے والے لکھتے ہیں کہ ارتداد کی بھی مختلف شکلیں رہی ہیں۔ کچھ لوگوں نے تو سرے سے اسلام چھوڑ کر وَثنیّت اور بت پرستی اختیار کر لی۔ کچھ لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ کچھ لوگ اسلام کے معترف رہے۔ نماز بھی قائم کرتے رہے لیکن زکوٰۃ کی ادائیگی سے رک گئے۔ کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے خوش ہوئے اور جاہلی عادات و اعمال میں لگ گئے۔ کچھ لوگ حیرت و تردّد کا شکار ہوئے اور اس انتظار میں لگ گئے کہ کس کو غلبہ ملتا ہے۔ ان تمام شکلوں کی وضاحت سیرت و فقہ کے علماء نے کی ہے۔ امام خطابی کہتے ہیں کہ مرتدین دو طرح کے تھے ایک تو وہ جو دین سے مرتد ہوئے۔ ملت کو چھوڑا اور کفر کی طرف لوٹ گئے۔ اس فرقے کے دو گروہ تھے ایک گروہ ان لوگوں کا تھا جو مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی پر ایمان لائے۔ ان کی نبوت کی تصدیق کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کیا۔ دوسرا گروہ ان لوگوں کا تھا جو دینِ اسلام میں مرتد ہوئے۔ شرعی احکام کا انکار کیا۔ نماز و زکوٰۃ وغیرہ جیسے امور کے تارک ہو کر جاہلی دین کی طرف لوٹ گئے اور مرتدین کی دوسری قسم ان لوگوں کی تھی جنہوں نے نماز و زکوٰۃ کے درمیان تفریق کی۔ نماز کا اقرار کیا اور زکوٰۃ کی فرضیت اور اسے خلیفہ کو دینے کے وجوب سے انکار کیا۔ ان زکوٰۃ روکنے والوں میں سے ایسے لوگ بھی تھے جو زکوٰۃ دینا چاہتے تھے لیکن ان کے سرداروں نے ان کو اس سے روک رکھا تھا۔

مرتدین کی جو مختلف تقسیمیں ہیں اس تقسیم سے قریب تر قاضی عِیاض کی تقسیم ہے لیکن انہوں نے تین قسمیں بیان کی ہیں: ایک وہ جنہوں نے بت پرستی اختیار کر لی؛ دوسرے وہ جنہوں نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کی پیروی کی، دونوں نبوت کے دعویدار تھے؛ تیسرے وہ جو اسلام پر قائم رہے لیکن زکوٰۃ کا انکار کیا اور اس تاویل کے شکار ہوئے کہ اس کی فرضیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور تک محدود تھی۔

پھر ایک ڈاکٹر عبدالرحمٰن ہیں وہ کہتے ہیں کہ مرتدین کی چار قسمیں ہیں: ایک وہ جو بت پرستی میں لگ گئے؛ دوسرے وہ جنہوں نے جھوٹے مدعیان نبوت اسود عنسی، مسیلمہ کذاب اور سَجَاح کی اتباع کی، اور تیسرے وہ جنہوں نے وجوبِ زکوٰۃ کا انکار کیا، اور چوتھے وہ جنہوں نے وجوب زکوٰۃ کا تو انکار نہ کیا لیکن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دینے سے انکار کیا۔ (ماخوذ از سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے از ڈاکٹر علی محمد صلابی مترجم، صفحہ 272-273، مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ پاکستان)

وہ قبائل جنہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا ان میں نمایاں مدینہ کے قریبی قبائل عَبْس اور ذُبیَان اور ان سے ملحقہ قبائل بَنُو کِنَانَہ، غَطْفَان اور فَزَارَہ تھے۔ (ماخوذ از حضرت ابوبکر صدیق از محمد حسین ہیکل مترجم، صفحہ 101، علم و عرفان پبلشرز لاہور)

قبیلہ ہَوَازِن والے متردّد تھے انہوں نے بھی زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا تھا۔

(تاریخ طبری، جلد 2، صفحہ 254، دارالکتب العلمیۃ لبنان 2012ء)

مانعینِ زکوٰۃ کے حوالے سے حضرت ابوبکرؓ کا صحابہ سے مشورہ طلب کرنے کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کبار صحابہ کو جمع کر کے ان سے منکرینِ زکوٰۃ کے ساتھ جنگ کرنے کے متعلق مشورہ کیا۔ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے لیکن زکوٰۃ سے انکاری تھے۔ حضرت عمر بن خطابؓ اور بیشتر مسلمانوں کی یہ رائے تھی کہ ہمیں اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لانے والے لوگوں سے ہرگز نہیں لڑنا چاہیے بلکہ انہیں ساتھ ملا کر مرتدین کے خلاف مصروفِ کار ہونا چاہیے۔ بعض لوگ اس رائے کے مخالف بھی تھے لیکن ان کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔

(ماخوذ از حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل، صفحہ 135، مکتبہ جدید لاہور)

ایک روایت کے مطابق صحابہ نے حضرت ابوبکرؓ کو مشورہ دیا کہ مانعینِ زکوٰۃ کو ان کی حالت پر چھوڑ دیں اور ان کی تالیف قلب کریں یہاں تک کہ ایمان ان کے دلوں میں متمکن ہو جائے پھر ان سے زکوٰۃ وصول کی جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کو نہ مانا اور انکار کر دیا۔

(البدایۃ والنہایۃ، جلد 3، جزء 6، صفحہ 308، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

حضرت ابوبکرؓ اس رائے کے حامی تھے کہ منکرینِ زکوٰۃ سے جنگ کر کے بزور ادائے زکوٰۃ پر مجبور کرنا چاہیے۔ اس امر میں ان کی شدت کا یہ عالم تھا کہ بحث کرتے ہوئے پُرزور الفاظ میں فرمایا۔

واللہ! اگر منکرینِ زکوٰۃ مجھے ایک رسّی دینے سے بھی انکار کریں گے جسے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ادا کیا کرتے تھے تو بھی میں ان سے جنگ کروں گا۔

(ماخوذ از حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل، صفحہ 136، 135 مکتبہ جدید لاہور)

بخاری کی ایک روایت میں اس امر کی تفصیل یوں بیان ہے۔ ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ لوگوں سے کیسے لڑیں گے جبکہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ إِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ۔ مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑائی کروں یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الّا اللہ کا اقرار کریں اور جس نے اس کا اقرار کر لیا اس نے مجھ سے اپنا مال اور اپنی جان بچا لی سوائے کسی حق کی بنا پر اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: بخدا! مَیں ضرور قتال کروں گا اس سے جس نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کیا کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ بخدا! اگر انہوں نے بکری کا بچہ بھی مجھے نہ دیا جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کیا کرتے تھے تو میں اس کو روکنے پر ان سے قتال کروں گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا پس اللہ کی قسم! یہ نہ ہوا مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کا سینہ کھول دیا۔ میں جان گیا کہ یہی حق ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ، باب وجوب الزکوٰۃ حدیث نمبر 1400، 1399) یعنی حضرت عمرؓ کو بعد میں تسلیم کرنا پڑا کہ حضرت ابوبکرؓ صحیح فرما رہے تھے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ نے حدیث عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ کی تشریح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ کا جملہ نفس مضمون پر اَور زیادہ روشنی ڈالتا ہے۔ ایک مسلمان شخص لا الٰہ الّا اللہ کا اقرار کرتے ہوئے اگر اسلامی حقوق کی نگہداشت نہیں رکھتا تو وہ بھی قابل مؤاخذہ ہے۔ صرف ایمان لا کر وہ سزا سے نہیں بچ سکتا۔ بِحَقِّ الْاِسْلَامِ کے دو طرح معنے کئے جا سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ جہاں اسلامی حقوق کا تعلق ہو ''حق'' مصدر ہے جو جمع کا مفہوم بھی دیتا ہے دوسرے یہ معنی ہیں جہاں اسلام ان مالوں اور جانوں کے لینے کو ضروری قرار دیتا ہو۔ حَقَّ الْاَمْرَ: أَثْبَتَهٗ وَاَوْجَبَهٗ یعنی اس کو ضروری قرار دیا۔ یہ متعدی کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔'' (صحیح بخاری، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 65)

''افرادِ امت کی سلامتی کا دارومدار حقوق کی ادائیگی ہی پر ہے۔ جس طرح ٹیکس کی عدم ادائیگی بغاوت اور مستوجب سزا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کی عدم ادائیگی بھی۔ حضرت عمرؓ نے پہلے حضرت ابوبکرؓ سے اتفاق نہیں کیا مگر جب اِلَّا بِحَقِّهٖ کے الفاظ سے ان کا استدلال سنا تو ان کی رائے تسلیم کی۔ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ صرف زبان سے لا الٰہ الّا اللہ کہہ دینا عمل صالح نہ ہونے کی حالت میں قطعاً کوئی حقیقت نہیں رکھتا...... اس باب کا عنوان یہ آیت ہے فَإِنْ تَابُوْا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ۔

اس سورت میں مذکورہ بالا آیت کا مضمون دہراتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَإِنْ تَابُوْا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ۔ یعنی اگر توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں ان سے تعارض نہ کیا جائے۔ ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ ان تین باتوں میں سے کوئی ایک

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور
وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے

(مسلم، کتاب الصلوٰۃ)

طالب دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے
اور اس ماہ میں اللہ سے مانگنے والا کبھی نادار نہیں رہتا

(جامع الصغیر ماخوذ از احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، صفحہ 109)

طالب دعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

بات ترک کرنے والا مسلمان نہیں۔ اسلام کے پانچوں ارکان کی پابندی فرض ہے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اِلَّا بِحَقِّہٖ فرما کر انفاق فی سبیل اللہ کو معاشرہ کے کمزور طبقے کا حق قرار دیا ہے۔ یعنی ذی استطاعت لوگوں کا فرض ہے کہ احکامِ اسلامی کی پابندی کریں اور جو مالی حق ان پر عائد کیا گیا ہے وہ ادا کریں۔ اس صورت میں ان کے حقوق بھی محفوظ رہیں گے۔ اِلَّا بِحَقِّہٖ کے الفاظ سے حضرت ابوبکرؓ کا استدلال عمیق اور وسیع نظر پر دلالت کرتا ہے...... حضرت ابوبکرؓ کے نزدیک زکوٰۃ کی عدم ادائیگی بغاوت ہے اور زکوٰۃ نہ دینے والا معاشرۂ اسلامیہ کا فرد نہیں رہتا اور یہ کہ اس کی اس بغاوت پر اس سے جنگ کرنا ضروری ہے۔ بیشک اسلام نے لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ۔ (دین میں کوئی جبر نہیں) کے ارشاد سے دین کے بارے میں آزادی دی ہے مگر جو فرد بظاہر اسلام کا دعویدار ہے اور اسلامی سوسائٹی میں شامل ہو کر اس کی پناہ میں ہے اور اس کی برکات سے مستفید اور اپنے اجتماعی حقوق سے پورے طور پر متمتع ہے مگر جو فرائض اور واجبات اسلام نے بحیثیت اسلامی معاشرہ کے فرد ہونے کی حیثیت سے اس پر عائد کیے ہیں ان کو وہ ادا نہیں کرتا تو ایسا فرد اجتماعی حفاظت اور پناہ کا حق نہیں رکھتا۔ دنیا میں کوئی حکومت بھی قانون شکن اور باغی افراد کو برداشت نہیں کرتی۔ اسلامی نظامِ زکوٰۃ وصدقات کا تعلق دراصل معاشرہ سے ہے نہ کسی ایک فرد سے۔ اور اسکے نتائج اور اثرات کا تعلق بھی معاشرہ ہی سے ہے فرد سے نہیں۔'' (صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ مترجم، جلد 3، صفحہ 15، 14)

ایک روایت کے مطابق اس موقع پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ اے خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! لوگوں کے ساتھ تالیفِ قلب اور نرمی کا سلوک کریں۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ جاہلیت میں تو تم بڑے بہادر تھے اور اسلام میں اب اس طرح بزدلی کا مظاہرہ کر رہے ہو۔

(ماخوذ از مشکوٰۃ المصابیح، جلد 2، کتاب الفضائل وشمائل، حدیث 6024، صفحہ 492، مکتبہ دارالارقم)

بہرحال مانعین زکوٰۃ کے رویے سے ان کے ساتھ جنگ اور اس کے اپنوں اور غیروں پر کیا نتائج ظاہر ہوئے اس بارے میں ان شاءاللہ آئندہ بیان ہوگا۔

آج پھر مَیں دنیا کے جو موجودہ حالات ہیں، اس بارے میں کہنا چاہتا ہوں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ دونوں طرف کی حکومتوں کو عقل دے، سمجھ دے اور انسانیت کا خون کرنے سے یہ لوگ باز آ جائیں۔ ساتھ ہی یہ جنگ جو ہے اس سے ہمیں، مسلمانوں کو بھی سبق لینا چاہیے کہ کس طرح یہ لوگ ایک ہو گئے ہیں لیکن مسلمان باوجود ایک کلمہ پڑھنے کے کبھی ایک نہیں ہوتے۔ ایک ملک تباہ کیا، عراق تباہ کروایا، سیریا تباہ کروایا، یمن کی تباہی ہو رہی ہے اور غیروں سے کرواتے ہیں اور خود بھی کر رہے ہیں بجائے اس کے کہ ایک ہوں۔ کم از کم یہ اکائی کا سبق ہی یہ مسلمان ان لوگوں سے سیکھ لیں۔

اللہ تعالیٰ مسلم قوم پر بھی رحم کرے۔ مسلمانوں پر بھی رحم کرے۔ امّتِ مسلمہ پر رحم کرے اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب یہ لوگ زمانے کے امام کو ماننے والے بھی ہوں جو اسی مقصد کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ عقل اور سمجھ دے اور ساتھ ہی جہاں یہ اپنی حالتیں درست کرنے والے ہوں وہاں دنیا کے لیے دعا بھی کریں اور اپنے وسائل اور ذرائع استعمال کر کے دنیا کو جنگوں سے روکنے والے بھی ہوں نہ کہ خود جنگوں میں شامل ہونے والے۔

نماز کے بعد میں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو سیدہ قیصرہ ظفر ہاشمی صاحبہ کا ہے جو ظفر اقبال ہاشمی صاحب لاہور کی اہلیہ تھیں گذشتہ دنوں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت سید محمد علی بخاری صاحبؓ کی پوتی تھیں۔ سید نذیر احمد بخاری صاحب کے گھر پیدا ہوئیں۔ شادی کے بعد یہ مختلف جگہوں پر رہیں۔ 1961ء میں ان کی شادی ہوئی تھی اس کے بعد 1981ء میں علامہ اقبال ٹاؤن لاہور شفٹ ہو گئیں۔ وہاں لجنہ کی خدمت کی توفیق ملی اور صدر کے طور پر بھی اور سیکرٹری کے طور پر بھی خدمات انجام دیتی رہیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ دعا گو، ہمدرد، مہمان نواز، صابرہ وشاکرہ، بڑی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے بے انتہا محبت اور اطاعت کا تعلق تھا۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی۔ چندہ سال کے شروع میں ہی ادا کر دیا کرتی تھیں۔ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ پانچ بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ ایک بیٹے محمود اقبال ہاشمی صاحب اسیر راہ مولیٰ ہیں جو آجکل کیمپ جیل لاہور میں ہیں۔ ان کو جیل سے نکلنے کی تو اجازت نہیں ملی لیکن بہرحال انتظامیہ نے یہ نرمی کا سلوک کیا کہ والدہ کی میت کو جیل لے جا کر انہیں والدہ کا آخری دیدار کروا دیا۔ احمدیوں کے خلاف اسلامی شعائر کے استعمال کے الزام میں اتنی بڑی سزائیں دی جاتی ہیں کہ جنازہ پڑھنے کیلئے بھی جیل سے نہیں نکالا گیا جبکہ بڑے بڑے قاتلوں کو نکلنے کی اجازت مل جاتی ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ اس ملک کی حکومتوں پر بھی رحم کرے۔ محمود اقبال صاحب اور ان کے تین ساتھیوں کے خلاف جون 2019ء میں مقدمہ درج ہوا تھا۔ ان کی ضمانت بھی ہو گئی تھی لیکن پھر اگست 2021ء میں ضمانت مسترد ہو گئی اور ان کو عدالت میں ہی دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے بھی جلد سامان فرمائے۔ مرحومہ کے ایک پوتے ہاشم اقبال ہاشمی صاحب یہاں یوکے میں مربی سلسلہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اپنی دادی کی نیکیوں پر عمل کرنے کی توفیق دے، ان کی اولاد کو بھی عمل کرنے کی توفیق دے۔ مرحومہ سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اے خُدا تیرے لئے ہر ذرّہ ہو میرا فدا ✡ مجھ کو دِکھلا دے بہارِ دیں کہ مَیں ہوں اشکبار

اک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فرقاں کی طرف ✡ نیز دے توفیق تا وہ کچھ کریں سوچ اور بچار

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

نماز جنازہ حاضر وغائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ یکم جنوری 2022ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر کے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

(1) مکرم چودھری عبدالحفیظ ریحان صاحب ابن مکرم عبدالعزیز صاحب (برمنگھم)

28/دسمبر 2021ء کو 92 سال کی عُمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم حضرت احمد دین صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ 1962ء میں یوکے آئے۔ آپ برمنگھم جماعت کے ابتدائی ممبران میں سے تھے۔ آپ نے بطور صدر جماعت برمنگھم خدمت کی توفیق پائی۔ برمنگھم میں پہلا مشن ہاؤس بھی آپ کے دور صدارت میں ہی خریدا گیا۔ مرحوم کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ چندہ جات میں باقاعدہ تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی سے کیا کرتے تھے۔ بہت دیندار، صوم وصلوٰۃ کے پابند، سب سے انتہائی پیار ومحبت سے پیش آنے والے، خوش گفتار اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے ایک نیک اور مخلص بزرگ تھے۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے، ایک بیٹی اور کثیر تعداد میں پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ مرحوم مکرم عطاء المجیب راشد صاحب (امام مسجد فضل لندن) کے رشتہ میں ماموں لگتے تھے۔

(2) مکرمہ ارشاد بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم رانا محمد انور صاحب مرحوم (آلڈرشارٹ، یو.کے)

28/دسمبر 2021ء کو 75 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتی تھیں۔ جماعتی خدمات کیلئے ہمہ وقت تیار رہتی تھیں اور چندہ جات اور دیگر مالی قربانی میں بھی فراخدلی سے حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 2 بیٹے اور 3 بیٹیاں شامل ہیں۔ مرحومہ مکرم محمد عیسیٰ صاحب مرحوم مربی سلسلہ (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری یوکے) کی نسبتی بہن، مکرمہ فرزانہ لقمان صاحبہ اہلیہ مکرم محمد لقمان چودھری صاحب (زعیم انصاراللہ آلڈرشارٹ) کی والدہ اور مکرم طاہر محمود چودھری صاحب (مربی سلسلہ تنزانیہ) کی بہن تھیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم چودھری نسیم احمد صاحب (لاہور)

14/نومبر 2021ء کو 74 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم پیشے کے لحاظ سے ایک بزنس مین اور زمیندار تھے۔ ریڈیو پاکستان پر لمبا عرصہ تک زمینداروں کے بارہ میں پنجابی زراعتی پروگراموں کی میزبانی کرتے رہے۔ جماعتی کاموں میں ہمیشہ صف اول میں رہتے تھے۔ لاہور کی جماعت محمد نگر میں صدر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مالی قربانی میں دل کھول کر حصہ لیتے تھے۔ خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے ایک نیک فطرت انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ آپ مکرم رفیق احمد حیات صاحب (امیر جماعت یو.کے) کے سمدھی اور مکرم مظفر اللہ چودھری صاحب (ممبر امور خارجہ ٹیم، یو.کے) کے بڑے بھائی تھے۔

(2) مکرم لئیق احمد صاحب ابن مکرم رفیق احمد صاحب امروہی (امروہہ، صوبہ یوپی، انڈیا)

گزشتہ دنوں 35 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم تہجد گزار، پنجگانہ نمازوں کے پابند، غریب پرور، رشتہ داروں اور ہمسایوں کا خیال رکھنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ چندوں میں بڑے باقاعدہ تھے۔ جماعت امروہہ میں کافی عرصہ مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ دہلی میں قیام کے دوران غیر احمدیوں میں رہ کر کھلے عام تبلیغ کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں بوڑھے والدین کے علاوہ اہلیہ، دوسال کا بیٹا، چار بھائی اور ایک بہن شامل ہیں۔

(3) مکرم اللہ بخش صاحب (ربوہ)

16/دسمبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے دارالضیافت ربوہ اور نظارت بیت المال آمد میں خدمت کی توفیق پائی۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند اور خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والے ایک نیک انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(4) مکرم ندیم احمد ملک صاحب ابن مکرم شریف احمد ملک صاحب (ہمبرگ، جرمنی)

26/اکتوبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نمازوں کے پابند، چندوں میں باقاعدہ ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں ✡ ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اَے روبہ زار ونزار

ہے سرِ رہ پر مرے وہ خود کھڑا مولیٰ کریم ✡ پس نہ بیٹھو میری رہ میں اَے شریرانِ دیار

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد ایم.اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مسلمانوں کی تکالیف کا نمونہ

ان ایام میں جو جو تکالیف مسلمانوں کو پہنچیں اُن کو وہی جانتے تھے جن کو یہ مصائب جھیلنے پڑے۔مگر ہاں تاریخ نے جہاں تک ان واقعات کو محفوظ رکھا ہے اور وہ یقیناً اصل واقعات سے بہت کم ہیں ان کا نمونہ درج ذیل ہے:

حضرت عثمانؓ بنو اُمیہ میں سے تھے اور ایک نسبتاً پختہ عمر کے اور مرفہ الحال آدمی تھے،لیکن قریش کے مذکورہ بالا فیصلہ کے بعد اُن کے چچا حکم بن ابی العاص نے ان کو رسیّوں سے باندھ کر پیٹا اور ان بیچاروں نے سامنے سے اُف تک نہیں کی۔زبیرؓ بن العوام قبیلہ اسد سے تھے اور ایک جوانمرد آدمی تھے مگر ان کا ظالم چچا اُن کو چٹائی میں لپیٹ کر اُن کے ناک میں آگ کا دُھواں دیا کرتا تھا کہ اسلام سے باز آجاویں مگر وہ بڑی خوشی کے ساتھ اس تکلیف کو برداشت کرتے اور کہتے کہ مَیں صداقت کو پہچان کر پھر انکار نہیں کرسکتا۔سعیدؓ بن زید جو حضرت عمرؓ کے بہنوئی تھے بنو عدی سے تھے اور اپنے حلقہ میں معزز تھے، لیکن جب عمر بن الخطاب کو ان کے اسلام کا علم ہوا تو وُہ انہیں گرا کر ان کی چھاتی پر سوار ہوگئے اور اسی کش مکش میں اپنی بہن کو بھی زخمی کردیا۔عبداللہ بن مسعود جو قبیلہ ھذیل میں سے تھے انہیں قریش نے عین صحنِ کعبہ میں مار مار کر ہلکان کردیا۔ابوذر غفاری کو قریش نے اتنا پیٹا کہ مارتے مارتے زمین پر بچھا دیا اور قریب تھا کہ جان سے مار ڈالتے،مگر عباس بن عبدالمطلب نے یہ کہہ کر ان کو قریش سے چھڑایا کہ ’’جانتے ہو کہ یہ شخص بنو غفار میں سے ہے جو تمہارے شامی تجارت کے راستہ پر آباد ہیں۔اگر اُن کو علم ہوا تو تمہارا راستہ روک دیں گے۔‘‘ یہ سختیاں اُن لوگوں پر تھیں جو طاقتور قبیلوں سے تعلق رکھتے تھے،مگر جو حال غلاموں اور دُوسرے کمزور لوگوں کا تھا وہ پڑھ کر تو بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ذیل کی چند مثالیں قریش کے مظالم کا صرف ایک معمولی نمونہ ہیں۔

بلال بن رباح اُمیہ بن خلف کے ایک حبشی غلام تھے۔اُمیہ ان کو دوپہر کے وقت جبکہ اُوپر سے آگ برستی تھی اور مکّہ کا پتھریلا میدان بھٹی کی طرح تپتا تھا،باہر لے جاتا اور ننگا کرکے زمین پر لِٹا دیتا اور بڑے بڑے گرم پتھر اُن کے سینے پر رکھ کر کہتا لات اور عُزّیٰ کی پرستش کرو اور محمد سے علیحدہ ہوجاؤ ورنہ اسی طرح عذاب دے کر مار دُوں گا۔بلالؓ زیادہ عربی نہ جانتے تھے۔بس صرف اتنا کہتے اَحد اَحد یعنی اللہ ایک ہی ہے۔اللہ ایک ہی ہے۔اور یہ جواب سُن کر اُمیّہ اور تیز ہوجاتا اور ان کے گلے میں رسہ ڈال کر انہیں شریر لڑکوں کے حوالے کردیتا اور وُہ ان کو مکّہ کی پتھریلے گلی کوچوں میں گھسیٹتے پھرتے جس سے اُن کا بدن خون سے تَربتر ہوجاتا۔مگر اُن کی زبان پر سوائے اَحد اَحد کے اور کوئی لفظ نہ آتا۔حضرت ابوبکرؓ نے اُن پر یہ جور وستم دیکھے تو ایک بڑی قیمت پر خرید کر انہیں آزاد کردیا۔

ابوفکیہؓ صفوان بن اُمیّہ کے غلام تھے۔ان کو بھی یہ لوگ اسی طرح گرم زمین پر لٹا دیتے اور سینے پر اتنے بھاری پتّھر رکھتے کہ اُن کی زبان باہر نکل آتی۔

عامرؓ بن فہیرہ بھی ایک غلام تھے انہیں بھی اسلام کی وجہ سے سخت تکالیف دی جاتی تھیں۔ان کو حضرت ابوبکرؓ نے خرید کر اپنے پاس بکریاں چرانے پر نوکر رکھ لیا۔

لبینہؓ بنو عدی کی لونڈی تھی۔اسلام لانے سے پہلے عمرؓ اس کو اتنا مارتے کہ مارتے مارتے تھک جاتے،لیکن جب ذرا دَم لے لیتے تو پھر اُسی طرح مارنا شروع کردیتے وہ سامنے سے صرف اتنا کہتی کہ عمر اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو خُدا اس ظلم کو بے انتقام نہیں چھوڑے گا۔

زنیرہؓ بنو مخزوم کی لونڈی تھی۔ابوجہل نے اُسے اس بے دردی سے پیٹا کہ اسکی آنکھیں جاتی رہیں۔ابوجہل اس کی طرف اشارہ کرکے طنزاً کہا کرتا تھا کہ ’’اگر اسلام سچا ہوتا تو کیا بھلا اسے مل جاتا اور ہم محروم رہتے۔‘‘

صہیبؓ بن سنان رُومی ہر چند کہ اب غلام نہ تھے اور تھے بھی نسبتاً خوشحال لیکن قریش ان کو اتنا پیٹتے کہ اُن کے حواس مختل ہوجاتے۔یہ وہی صہیبؓ ہیں جن کو حضرت عمرؓ نے زخمی ہونے پر امام الصلوٰۃ مقرر کیا تھا اور انہوں نے ہی حضرت عمرؓ کا جنازہ پڑھایا تھا۔

خبّابؓ بن الارت بھی اب غلام نہ تھے بلکہ آزاد تھے اور لوہار کا کام کرتے تھے،مگر ایک دفعہ قریش نے اُن کو پکڑ کر اُنہی کی بھٹی کے دہکتے ہوئے کوئلوں پر اُلٹا لِٹا دیا اور ایک شخص اُن کی چھاتی پر چڑھ گیا،تاکہ کروٹ نہ بدل سکیں،چنانچہ وہ کوئلے اُسی طرح جل جل کر اُن کے نیچے ٹھنڈے ہوگئے۔خبابؓ نے مدّتوں کے بعد حضرت عمرؓ سے یہ واقعہ بیان کیا اور اپنی پیٹھ کھول کر دکھائی جو زخموں کے داغوں سے بالکل سفید تھی۔خبابؓ کے متعلق یہ روایت بھی آتی ہے کہ ایک دفعہ مکہ کے ایک رئیس عاص بن وائل نے اُن سے کچھ تلواریں بنوائیں اور جب خبابؓ نے قیمت کا مطالبہ کیا تو وہ کہنے لگا تم لوگ یہ دعویٰ کرتے ہو کہ جنت میں انسان کو ہر قسم کی نعمت سونا اور چاندی وغیرہ سب حسب خواہش ملے گی سو تم اپنی تلواروں کی قیمت مجھ سے جنت میں آکر لے لینا۔کیونکہ واللہ اگر تمہیں جنت میں جانے کی توقع ہے تو مجھے تو بدرجہ اولیٰ ہونی چاہئے اور یہ کہہ کر قیمت دینے سے انکار کردیا۔

عمارؓ اور ان کے والد یاسرؓ اور ان کی والدہ سُمیّہ کو بنی مخزوم جن کی غلامی میں سمیّہ کسی وقت رہ چکی تھیں اتنی تکالیف دیتے تھے کہ ان کا حال پڑھ کر بدن پر لرزہ پڑنے لگتا ہے۔ایک دفعہ جب ان فدائیانِ اسلام کی جماعت کسی جسمانی عذاب میں مبتلا تھی اتفاقاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس طرف آنکلے۔آپؐ نے اُن کی طرف دیکھا اور دردمندانہ لہجہ میں فرمایا: صَبْرًا اٰلَ یَاسِرٍ فَاِنَّ مَوْعِدَ کُمُ الْجَنَّۃَ۔’’اے آلِ یاسر صبر کا دامن نہ چھوڑنا کہ خدا نے تمہاری انہی تکلیفوں کے بدلے میں تمہارے لئے جنّت تیار کر رکھی ہے۔‘‘ آخر یاسر تو اسی عذاب کی حالت میں جاں بحق ہوگئے اور بوڑھی سمیّہ کی ران میں ظالم ابوجہل نے اس بے دردی سے نیزہ مارا کہ وہ اس کے جسم کو کاٹتا ہوا ان کی شرمگاہ تک جا نکلا اور اس بے گناہ خاتون نے اسی جگہ تڑپتے ہوئے جان دے دی۔اب صرف عمار باقی رہ گئے۔ان کو بھی ان لوگوں نے انتہائی عذاب اور دُکھ میں مبتلا کیا اور ان سے کہا کہ ’’جب تک محمدؐ کا کفر نہ کرو گے اسی طرح عذاب دیتے رہیں گے۔‘‘ چنانچہ آخر عمار نے سخت تنگ آکر کوئی نازیبا الفاظ مُنہ سے کہہ دیئے جس پر کفّار نے انہیں چھوڑ دیا۔لیکن اسکے بعد عمار فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زار زار رونے لگے۔آپؐ نے پوچھا ’’کیوں عمار کیا بات ہے؟‘‘ انہوں نے کہا۔’’یارسول اللہ مَیں ہلاک ہوگیا۔مجھے ظالموں نے اتنا دُکھ دیا کہ مَیں نے آپؐ کے متعلق کچھ ناگفتنی الفاظ مُنہ سے کہہ دیئے۔‘‘ آپؐ نے فرمایا: ’’تم اپنے دل کا حال کیسا پاتے ہو؟‘‘ اُس نے عرض کیا ’’یارسُول اللہ میرا دل تو اُسی طرح مومن ہے اور اللہ اور اس کے رسُول کی محبت میں اُسی طرح سرشار۔‘‘ آپؐ نے فرمایا: تو پھر خیر ہے خدا تمہاری اس لغزش کو معاف کرے۔

(باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیین،صفحہ 139 تا 141،مطبوعہ 2006 قادیان)

ماہِ رمضان

(تنویر احمد ناصر قادیان)

رمضان کی عظمت کو کروں کیسے بیاں مَیں
طاقت یہ کہاں میرے تصور میں گماں میں

رحمت کا ہے غُفراں کا ہے بخشش کا مہینہ
مولیٰ تو اثر رکھ دے مِری آہ و فغاں میں

عِصیاں کی شبِ تار میں پُر نور سویرا
کھِل اُٹھا ہو لالے کا چمن گویا خزاں میں

اُس رمز کو سمجھو کہ جو ہے رمض میں پنہاں
ایماں کی حرارت ہے سبھی خورد و کلاں میں

یہ رمض کچھ ایسی ہے کہ اس رمض کے آگے
شعلے میں وہ گرمی ہے نہ ہے برق تپاں میں

نازل ہوا قرآن اسی ماہ مبیں میں
پھر پھیلی ہدایت کی ضیاء اس سے جہاں میں

وہ روشنی دیتا ہے ہر اک نوع بشر کو
جو نور محمدؐ کے عمل میں ہے زباں میں

اِک شب ہے شبِ قدر اِسی ماہ مبیں میں
اِس شب کی بیاں عظمت و شوکت ہے قرآں میں

ہر شب ہو شبِ قدر تو دن عید ہو یارب
لمحاتِ محبت ہوں شفا سوزِ نہاں میں

نادِم ہے گناہوں پہ نِگہ اُٹھ نہیں سکتی
ناصرؔ ترا اِک چاکرِ ادنیٰ ہے جہاں میں

☆☆☆

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

یادرکھو جب اللہ تعالیٰ کو کسی نے چھوڑا تو خدا نے اسے چھوڑ دیا
اور جب رحمان نے چھوڑ دیا تو ضرور شیطان اپنا رشتہ جوڑے گا

(ملفوظات،جلد 1،صفحہ 12)

طالبِ دُعا : سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ تریپور،صوبہ تامل ناڈو)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جو لوگ محض خدا کیلئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے،
اُنہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا اُنہیں مل جاوے

(ملفوظات،جلد 5،صفحہ 102)

طالبِ دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیاپوری،سابق امیر ضلع و افراد خاندان و مرحومین،جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

آپ علیہ السلام نے بڑا واضح فرمادیا کہ بیعت کے منشاء کو پورا کئے بغیر اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوسکتا اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حق کی ادائیگی اور صلح اور صفائی بھی ضروری ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18/اگست 2018)

طالبِ دعا : افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو،صوبہ اڈیشہ)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(542) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ سیّد محمد علی شاہ صاحب انسپکٹر نظارت بیت المال نے مجھ سے بیان کیا کہ 1906ء کے قریب میرے ہاں لڑکا تولد ہوا اس کا نام حضور علیہ السلام نے احمد علی رکھا۔ قریباً دس ماہ بعد وہ لڑکا فوت ہو گیا جس کی اطلاع پر حضور علیہ السلام نے نعم البدل لڑکے کی بشارت دی۔ 1907ء میں دوسرا لڑکا پیدا ہوا جس کا نام حضور علیہ السلام نے عنایت علی شاہ رکھا اور اس کیلئے دعائیں فرمائیں جو قبول ہوئیں۔

(543) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ حافظ نبی بخش صاحب ساکن فیض اللہ چک نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے باغ میں سیر کیلئے تشریف لے گئے۔ اس وقت حضور کے دستِ مبارک میں ایک بید کا عصا تھا۔ ایک درخت پر پھل اتارنے کیلئے وہ عصا مارا مگر وہ عصا درخت میں ہی اٹک گیا اور ایسی طرح پھنسا کہ اُترنے میں ہی نہ آتا تھا۔ اصحاب نے ہر چند سوٹا اتارنے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور مَیں درخت پر چڑھ کر اتار دیتا ہوں اور مَیں جھٹ چڑھا اور عصا مبارک اتار لایا۔ حضور اس قدر خوش اور متعجب ہوئے کہ بار بار محبت بھرے الفاظ میں فرماتے تھے کہ ’’میاں نبی بخش یہ تو آپ نے کمال کیا کہ درخت پر چڑھ کر فوراً سوٹا اُتار لیا۔ کیسے درخت پر چڑھے اور کس طرح سے درخت پر چڑھنا سیکھا۔ یہ سوٹا تو ہمارے والد صاحب کے وقت کا تھا۔ جسے گویا آج آپ نے نیا دیا ہے۔‘‘ حضور راستہ میں بھی بار بار فرماتے تھے کہ میاں نبی بخش نے درخت پر چڑھ کر سوٹا اتارنے میں کمال کیا ہے۔ نیز حضور کی عادت میں داخل تھا کہ خواہ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا کسی کو **تُو** کے لفظ سے خطاب نہ کرتے تھے حالانکہ مَیں چھوٹا بچہ تھا۔ مجھے کبھی حضور نے **تُو** سے مخاطب نہ کیا تھا۔

(544) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ حافظ نبی بخش صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں قادیان آیا تو ان ایام میں ایک چھوٹی چارپائی بیت الفکر میں موجود رہتی تھی اور کمرہ میں قہوہ تیار رہتا اور پاس ہی مصری موجود ہوتی تھی۔ مَیں جتنی دفعہ دن میں چاہتا قہوہ پی لیتا۔ حضور فرماتے ’’اور پیو اور پیو۔‘‘

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ان دنوں میں حضور کسی تصنیف میں مصروف ہوں گے اور بدن میں چستی قائم رکھنے کیلئے چائے تیار رہتی ہوگی جس سے آپ آنے جانے والے کی تواضع بھی فرماتے رہتے ہونگے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیت الفکر حضور کے مکان کے اس کمرہ کا نام ہے جو مسجد مبارک سے متصل جانب شمال ہے جس میں سے ایک کھڑکی نما دروازہ مسجد میں کھلتا ہے۔

(545) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مرتبہ گھر میں فرمانے لگے کہ لڑکے جب جوان ہو جائیں تو ان کی رہائش کیلئے الگ کمرہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ فلاں لڑکے کیلئے اس کوٹھے پر ایک کمرہ بنا دو۔

(546) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ سب دوست اس موضوع پر ایک مضمون لکھیں کہ مذہب کیا ہے اور کامل مذہب کیسا ہونا چاہئے۔ کچھ دنوں کے بعد بہت سے مضامین آ گئے اور بہت سے مقامی اور بعض بیرونی دوست خود سُنانے کیلئے تیار ہو گئے۔ اس پر آپ نے کبھی مسجد میں اور کبھی سیر میں ان مضامین کو سننا شروع کر دیا۔ حضرت خلیفہ اوّل ؓ۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب۔ میاں معراج الدین صاحب عمر۔ خواجہ جمال الدین صاحب کے مضمون اور بہت سے دیگر احباب کے مضامین سُنائے گئے۔ کئی دن تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ آخر میں حضرت صاحب نے اپنا مضمون بھی سُنایا۔ مگر اپنا مضمون غالباً سیر میں سُنایا کرتے تھے۔ اس میں پہلا نکتہ یہ تھا کہ آپ نے لکھا کہ ہر مضمون نگار نے مذہب کے معنے ’’راستہ‘‘ کے کئے ہیں۔ مگر مذہب کے معنے ’’روش‘‘ کے ہیں پس مذہب وہ رَوش اور طریق رفتار ہے جسے انسان اختیار کرے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ عربی لُغت کی رُو سے مذہب کے معنی رستہ اور روش ہر دو کے ہیں مگر اس میں شبہ نہیں کہ مؤخر الذکر معنوں میں جو لطافت اور وسعت ہے وہ مقدم الذکر میں نہیں۔

(547) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کسی تقریر یا مجلس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرماتے تو بسا اوقات ان محبت بھرے الفاظ میں ذکر فرماتے کہ ’’ہمارے آنحضرت‘‘ نے یوں فرمایا ہے۔ اسی طرح تحریر میں آپ آنحضرت ﷺ کے نام کے بعد صرف آپ ؐ نہیں لکھتے تھے بلکہ پورا درود یعنی ’’**صلے اللہ علیہ وسلم**‘‘ لکھا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت اس کمال کے مقام پر تھی جس پر کسی دوسرے شخص کی محبت نہیں پہنچتی۔

(548) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ حافظ نبی بخش صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام موسم گرما میں بعد نماز مغرب مسجد مبارک کے شاہ نشین پر مع خدّام حضرت خلیفہ اوّل ؓ و مولوی عبد الکریم صاحب و خواجہ کمال الدین صاحب و ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب وغیرہ رونق افروز تھے۔ کسی کام کیلئے بٹالہ تار دینا تھا۔ اس وقت چونکہ قادیان میں تار گھر نہ تھا۔ حضور نے فرمایا بٹالہ جانے کیلئے کوئی تیاری کر لے۔ دو آدمی مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوئے کہ ہم تیار ہیں۔ فرمایا ٹھہرو مَیں نیچے سے تار کی فیس لا دیتا ہوں۔ ہر چند اصحاب متذکرہ بالا نے عرض کیا کہ حضور نیچے جانے کی تکلیف نہ فرمائیں ہم فیس ادا کر دینگے اور صبح حضور وہ رقم واپس دے دیویں مگر حضور نے نہ مانا اور فوراً نیچے چلے گئے اور تار کی فیس دے کر اُن کو روانہ کر دیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کے زمانہ میں قادیان میں نہ تار تھی نہ ریل تھی اور نہ ٹیلیفون تھا۔ مگر اب کئی سال سے یہ تینوں ہیں۔ تار کے متعلق بعض اوقات بڑی مشکل کا سامنا ہوتا تھا کیونکہ آنے والی تار بٹالہ سے قادیان تک ڈاک میں آتی تھی اور جو تار قادیان سے بھجوانی ہوتی اُس کیلئے خاص آدمی بٹالہ بھجوانا پڑتا تھا اور اس طرح عموماً تار کی غرض فوت ہو جاتی تھی مگر اب خدا کے فضل سے جہاں تک ذرائع رسل و رسائل کا تعلق ہے قادیان بڑے شہروں کی طرح ہے۔

(549) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ سیّد محمد علی شاہ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میرے ایک شاگرد نے مجھے شیشم کی ایک چھڑی بطور تحفہ دی۔ میں نے خیال کیا کہ مَیں اس چھڑی کو حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کرونگا چنانچہ خاکسار نے قادیان پہنچ کر بوقت صبح جبکہ حضور سیر سے واپس تشریف لائے وہ چھڑی پیش کر دی۔ حضور کے دستِ مبارک کی چھڑی میری پیش کردہ چھڑی سے بدرجہا خوبصورت و نفیس تھی لہٰذا مجھے اپنی کوتہ خیالی سے یہ خیال گزرا کہ شاید میری چھڑی قبولیت کا شرف حاصل نہ کر سکے مگر حضور نے کمال شفقت سے اُسے قبول فرما کر دُعا کی۔ بعد ازاں تین چار روز تک حضور علیہ السلام میری چھڑی کو لے کر باہر سیر کو تشریف لے جاتے تھے جسے دیکھ کر میرے دل کو تسکین و اطمینان حاصل ہوا۔ پھر حضور بدستورِ سابق اپنی پُرانی چھڑی ہی لانے لگے اور میری پیش کردہ چھڑی کو گھر میں رکھ لیا۔

(550) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے سامنے مندرجہ ذیل اصحاب کے پیچھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نماز باجماعت پڑھی ہے۔

(1) حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اوّل ؓ

(2) حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی (3) حضرت حکیم فضل الدین صاحب مرحوم بھیروی (4) پیر سراج الحق صاحب نعمانی (5) مولوی عبد القادر صاحب لدھیانوی (6) بھائی شیخ عبد الرحیم صاحب (7) حضرت میر ناصر نواب صاحب (8) مولوی سیّد سرور شاہ صاحب (9) مولوی محمد احسن صاحب (امروہی) (10) پیر افتخار احمد صاحب۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ دوسری روایتوں سے قاضی امیر حسین صاحب اور میاں جان محمد کے پیچھے بھی آپ کا نماز پڑھنا ثابت ہے۔ دراصل آپ کا یہ طریق تھا کہ بالعموم خود امامت کم کراتے تھے اور جو بھی دیندار شخص پاس حاضر ہوتا تھا اُسے امامت کیلئے آگے کر دیتے تھے۔

(551) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ بچپن میں تمہاری (یعنی خاکسار مرزا بشیر احمد کی) آنکھیں بہت خراب ہو گئی تھیں۔ پلکوں کے کنارے سُرخ اور سوجے رہتے تھے اور آنکھوں سے پانی بہتا رہتا تھا۔ بہت علاج کئے مگر فائدہ نہ ہوا۔ حضرت صاحب کو اس بات کا بہت خیال تھا۔ آخر ایک روز الہام ہوا۔ ’’بَرَّقَ طِفْلِیْ بَشِیْر‘‘ یعنی میرے بچے بشیر کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ اسکے بعد ایک دوا بھی کسی نے بتائی وہ استعمال کرائی گئی اور خدا کے فضل سے آنکھیں بالکل صاف اور تندرست ہو گئیں۔ میر صاحب بیان فرماتے ہیں کہ اسکے بعد اکثر اوقات جب تم حضرت صاحب کے سامنے جاتے تو آپ محبت کے انداز سے تمہیں مخاطب کر کے فرماتے تھے کہ ’’بَرَّقَ طِفْلِیْ بَشِیْر‘‘ میرے بچے بشیر کی آنکھیں روشن ہو گئی ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میری ظاہری آنکھیں تو بے شک صاف اور تندرست ہو گئیں اور مَیں نے خدا کے فضل سے حصّہ پالیا اور مَیں اس کا شکر گزار ہوں لیکن اگر خدا کی یہ بشارت صرف ظاہر تک محدود تھی تو خدا کی شان کے لحاظ سے یہ کوئی خاص لطف کی بات نہیں اور اس کے فضل کی تکمیل کا یہ تقاضا ہے کہ جس طرح ظاہر کی آنکھیں روشن ہوئیں اسی طرح دل کی آنکھیں بھی روشن ہوں اور خدائی الہام میں تو آنکھ کا لفظ بھی نہیں ہے۔ پس اے میرے آقا! مَیں تیرے فضل پر امید رکھتا ہوں کہ جب میرے لئے تیرے دربار کی حاضری کا وقت آئے تو میری ظاہری آنکھوں کے ساتھ دل کی آنکھیں بھی روشن ہوں۔ نہیں بلکہ جیسا کہ تیرے کلام میں اشارہ ہے، میرا ہر ذرّہ روشن ہو کر تیرے قدموں پر ہمیشہ کیلئے گر جائے۔

ایں است کام دل گر آید میسّرم

(552) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص وحی الٰہی کا دعویٰ کرے اور ایک جماعت بنالے اور اس کا مذہب دنیا میں اچھی طرح رائج اور قائم ہو جائے اور مستقل طور پر چل پڑے تو سمجھنا چاہئے کہ وہ شخص سچا تھا اور یہ کہ اس کا مذہب اپنے وقت میں سچا مذہب تھا کیونکہ جھوٹے مدعی کا مذہب کبھی قائم نہیں ہوتا۔ فرماتے تھے کہ اس وقت دُنیا میں جتنے قائم شدہ مذہب نظر آتے ہیں ان سب کی ابتداء اور اصلیّت حق پر تھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے یہ اصول اپنی کتب میں بھی متعدد جگہ بیان فرمایا ہے مگر ساتھ تصریح کی ہے کہ کسی مذہب کا دُنیا میں پوری طرح راسخ ہو جانا اور نسل بعد نسل قائم رہنا اور قبولیت عامہ کا جاذب ہو جانا شرط ہے۔

(553) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن مجید کے بڑے بڑے مسلسل حصّے یا بڑی بڑی سورتیں یاد نہ تھیں۔ بے شک آپ قرآن کے جملہ مطالب پر حاوی تھے مگر حفظ کے رنگ میں قرآن شریف کا اکثر حصّہ یاد نہ تھا۔ ہاں کثرتِ مطالعہ اور کثرت تدبر سے یہ حالت ہو گئی تھی کہ جب کوئی مضمون نکالنا ہوتا تو خود بتا کر حفّاظ سے پوچھا کرتے تھے کہ اس معنے کی آیت کونسی ہے یا آیت کا ایک ٹکڑا پڑھ دیتے یا فرماتے کہ جس آیت میں یہ لفظ آتا ہے وہ آیت کونسی ہے۔

(554) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ منشی امام الدین صاحب سابق پٹواری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ فجر کی نماز کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں تشریف فرما تھے اور بعض اصحاب بھی حلقہ نشین تھے تو اس وقت میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ حضرت اقدس کا دعویٰ تو مسیح موعود ہونے کا ہے مگر مہدی جو اس زمانہ میں آنا تھا کیا وہ کوئی علیحدہ شخص ہوگا۔ اسی وقت حضور علیہ السلام نے تقریر شروع فرما دی اور بیان فرمایا کہ مَیں مسلمانوں کیلئے مہدی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بُروز ہوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح موعود یعنی حضرت مسیح ناصری کا مثیل بن کر آیا ہوں۔ حضور نے لمبی تقریر فرمائی جس سے میری پوری تسلی ہو گئی۔ اسی طرح اکثر دیکھا ہے کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض پیدا ہوتا تو حضور کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا علم دیا جاتا تھا اور حضور علیہ السلام اُسے بذریعہ تقریر ردّ فرما دیا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ انبیاء کو علمِ غیب نہیں ہوتا۔ پس ایسی روایتوں کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مامورین سے اصلاح کا کام لینا ہوتا ہے اس لئے انہیں بسا اوقات دوسروں کے خیالات کا علم دیا جاتا ہے۔ یا بغیر علم دینے کے ویسے ہی ان کی زبان کو ایسے رستہ پر چلا دیا جاتا ہے جو سامعین کے شکوک کے ازالہ کا باعث ہوتا ہے۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

تمہاری بقا اور تمہاری سلامتی چاہے وہ جسمانی ہو یا روحانی ہو، اللہ تعالیٰ کہتا ہے یہ سب میری ذات سے وابستہ ہے، مَیں جو تمہارا ربّ ہوں اس لئے ہمیشہ میری طرف جھکو اور مجھ سے مانگتے رہو۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 نومبر 2006)

طالبِ دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

یوکرائن، رشیا اور یورپ کے درمیان جو ہو رہا ہے اس سے دنیا کے ایک بڑے خطے میں جنگ پھیلنے کے نتیجہ میں ہونے والا نقصان انسان کے وہم و گمان سے بالا ہے اور ایسی تباہی آنے والی ہے کہ انسان نے کبھی سوچا بھی نہ تھا

IAAAE کو چاہیے کہ بنی نوع انسان کیلئے اپنی کوششوں کو بڑھائے اور ہر قسم کے حالات سے نپٹنے کی تیاری کرے

ایسی جنگ کے بعد انسانیت کو ایک بڑا چیلنج درپیش ہوگا کہ دنیا از سرِ نو تعمیر کی جائے، ہماری ذمہ داری ہے کہ اس بارہ میں بڑا کام کیا جائے

انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدیہ آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز (IAAAE) کے انٹرنیشنل سمپوزیم 2022ء کی اختتامی تقریب میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 5/مارچ 2022ء کو ایوانِ مسرور اسلام آباد ٹلفورڈ میں منعقد ہونے والے IAAAE کے سالانہ انٹرنیشنل سمپوزیم برائے سال 2022ء سے اختتامی خطاب فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نمازِ مغرب کی ادائیگی کے بعد 6 بجکر 37 منٹ پر ایوانِ مسرور میں رونق افروز ہوئے اور حاضرین و شاملین کو 'السلام علیکم ورحمۃ اللہ' کی دعا کا تحفہ عطا فرمایا۔ تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا جو محترم عبدالرزاق شیخ صاحب نے کی۔ بعد ازاں مکرم رافع ظفر صاحب نے سمپوزیم کی ایک مختصر رپورٹ پیش کرتے ہوئے دن بھر کی کارروائی کا ذکر کیا۔ انہوں نے دنیا بھر میں ایسوسی ایشن کے نمائندگان کی جانب سے پیش کی جانے والی سالانہ رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا۔

رپورٹ کے بعد حضور انور نے ہال کے ساؤنڈ سسٹم کے بارے میں استفسار فرمایا کہ کیا یہ ٹھیک طرح سے چل رہا ہے، کیا شاملین کو سٹیج سے پیش کی جانے والی رپورٹ کی سمجھ آئی ہے؟ نیز ساؤنڈ سسٹم کی انتظامیہ کو آواز بہتر کرنے کی ہدایت فرمائی۔

جس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے چیئرمین IAAAE محترم اکرم احمدی صاحب کو ایسوسی ایشن کی خدمات پر مشتمل ایک تفصیلی پریزنٹیشن پیش کرنے کی دعوت دی۔ جس پر موصوف نے سال 21-2020ء کیلئے ایسوسی ایشن کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس ایسوسی ایشن کا قیام حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے افریقہ کے غریب ممالک میں خدمت انسانیت کو مدنظر رکھتے ہوئے فرمایا تھا۔ بعد ازاں حضور انور کی راہنمائی اور ہدایت کے مطابق اس کا دائرہ کار دنیا کے تمام ممالک تک پھیلا دیا گیا۔ سب سے اہم پراجیکٹ واٹر فار لائف ہے جس کیلئے ایسوسی ایشن کے ممبران نے افریقہ کے دور دراز ممالک میں انتھک محنت کے بعد بہت سے کنویں بنائے جن کے ذریعہ مقامی لوگوں کو پانی کی سہولت مہیا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور انور کی راہنمائی کے ساتھ گزشتہ کورونا وبا کے عرصہ میں بھی ہمارے رضا کار احتیاطی تدابیر کے ساتھ اس کام کو جاری رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے آج اس بات کی خوشی ہے کہ ہمارے افریقن بھائی اب اپنے قدموں پر کھڑے ہونے کے قابل ہو رہے ہیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ اب تک 2667 ہینڈ پمپس لگائے جا چکے ہیں۔ ہیومینٹی فرسٹ کے تعاون سے اب تک 20 ڈرلنگ واٹر پمپس لگائے گئے ہیں۔ یہ پراجیکٹس مکمل کرنے کے بعد ان کی مرمت و دیکھ بھال بھی ساتھ ساتھ کی جارہی ہے۔ ان ممالک میں سولر سسٹم بھی مہیا کیے گئے ہیں جن سے مقامی آبادی بھرپور فائدہ اُٹھا رہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ آلٹرنیٹو انرجی کے 60 سسٹم تین افریقن ممالک میں لگائے جا چکے ہیں۔ انہوں نے بینن اور گھانا میں اسٹریٹ لائٹس، روڈ ورکس اور واٹر ٹینکس بنانے اور لگانے میں ایسوسی ایشن کے کاموں کا بھی ذکر کیا۔ اسی طرح انہوں نے برکینا فاسو، تنزانیہ اور مالی میں بھی ایسوسی ایشن کی جانب سے مکمل کیے جانے والے پراجیکٹس کا ذکر کیا۔ انہوں نے مختلف ممالک میں مسرور انٹرنیشنل ٹیکنیکل کالج پراجیکٹس کا بھی ذکر کیا۔ انہوں نے کہا ایسوسی ایشن کی تمام خدمات اور تمام پراجیکٹس مکمل ہونے کی اہم وجہ صرف اور صرف خلیفہ وقت کی دعائیں اور راہنمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آئندہ بھی ان خدمات کو پہلے سے بڑھ کر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 7 بجکر 17 منٹ پر خطاب کیلئے منبر پر رونق افروز ہوئے۔ تشہد و تعوذ کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ الحمد للہ! کورونا وبا کی پابندیوں کی وجہ سے تین سال کے بعد انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدیہ آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز کو اپنا سالانہ سمپوزیم منعقد کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ الحمد للہ ایسوسی ایشن نے پچھلے سالوں میں بہت ہی شاندار خدمات انجام دی ہیں۔ اگر اسکے قیام سے جائزہ لیا جائے تو اب ان کے کاموں کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا ہے۔ IAAAE اب جدید ترین خطوط پر کام کر رہی ہے اور دنیا کے مختلف ممالک میں واٹر فار لائف اور سولر سسٹم کی سہولتیں مہیا کر رہی ہے۔ ماڈل ویلیج پراجیکٹس بھی کم سے کم قیمت پر مکمل کیے جا رہے ہیں جو کہ انسانیت کی عظیم خدمت ہے۔ مجھے علم ہے کہ آپ کے ممبران بے انتہا محنت سے کام کر رہے ہیں اور سستے سے سستے آلات خریدنے کی کوشش کرتے ہیں۔ گزشتہ دو سال میں نو ممالک کے لوگوں نے واٹر فار لائف پراجیکٹ سے فائدہ اُٹھایا ہے۔ افریقہ کے دُور دراز ممالک میں صاف پانی کی سہولت نہ ہونے کے برابر ہے اور IAAAE ایسے علاقوں میں صاف پانی لوگوں کے گھروں تک پہنچا رہی ہے جس سے اُن لوگوں کی خوشی قابل دید ہے۔ اسی طرح سولر سسٹم کے ذریعہ بھی لوگوں کے گھروں میں نہ صرف روشنی کا انتظام کیا گیا بلکہ میڈیا تک رسائی کی سہولت بھی مہیا کی گئی جس سے اب اُن لوگوں کو دنیا کے اصل حالات کا اندازہ ہو رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ چند سال قبل میں نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ IAAAE دنیا کے دور دراز علاقوں میں پینے کا صاف پانی پہنچانے کا انتظام کرے۔ یہ میرے لیے خوشی کا باعث ہے کہ آپ نے اس بارہ میں اچھا کام کیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ IAAAE ماڈل ویلیج سکیم کے تحت مفوضہ کام سے بہتر کام کر گئے ہیں۔ IAAAE کے ہر وقت یہ پیشِ نظر ہے کہ دنیا کے حالات کے مطابق کس طرح کام کیا جائے۔ دنیا کی حالت تشویش ناک اور خطرناک ہے۔ خصوصاً آج کل جو دنیا میں ہو رہا ہے اور یوکرائن، رشیا اور یورپ کے درمیان جو ہو رہا ہے اس سے دنیا کے ایک بڑے خطے میں جنگ پھیلنے کے نتیجہ میں ہونے والا نقصان انسان کے وہم و گمان سے بالا ہے اور ایسی تباہی آنے والی ہے کہ انسان نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ IAAAE کو چاہیے کہ بنی نوع انسان کیلئے اپنی کوششوں کو بڑھائے اور ہر قسم کے حالات سے نپٹنے کی تیاری کرے۔ حضور انور نے فرمایا کہ لوگوں نے زیرِ زمین بنکر بنائے ہیں جس میں بہت سی ضروریات مہیا ہوں گی۔ یہ امیر لوگوں کیلئے تو کافی ہوں گی لیکن ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جن کیلئے یہ ممکن نہیں۔ یہ بھی غلط خیال ہے کہ یہ بنکر انہیں بچا لیں گے۔ وہاں رہنے کے نتیجہ میں نفسیاتی مسائل، بے چینی اور گھبراہٹ پیدا ہوگی۔ پھر امیر لوگ کیا کریں گے جب وہ بنکر سے نکلنے کے بعد دنیا کی تبدیل شدہ ہیئت دیکھیں گے کہ جن لوگوں پر ان کا تکیہ تھا وہ تو لقمۂ اجل بن گئے۔ اور دنیا ایک ظلمت اور اندھیروں کی لپیٹ میں آ گئی ہوگی۔ ان لوگوں کو خیال کرنا چاہیے کہ ان حالات کے نتیجہ میں فرد واحد پر اسکا کیا اثر ہوگا۔ دنیا کا مستقبل خطرے میں پڑ گیا ہے۔ دنیا کے راہنما ہوش سے کام لیں مبادا دیر ہو جائے اور ہمیں اس بارہ میں اپنا قائدانہ کردار ادا کرنا ہے۔ ایسی جنگ کے بعد انسانیت کو ایک بڑا چیلنج درپیش ہوگا کہ دنیا از سرِ نو تعمیر کی جائے۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ اس بارہ میں بڑا کام کیا جائے۔ IAAAE اس بارہ میں ایک تفصیلی پلان بنائے۔ ان کیلئے جو بے گھر ہو جائیں گے ایک رہائشی سکیم کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ احمدی آرکیٹکٹس کو عام حالات میں بھی سستے گھروں کے پراجیکٹس کے متعلق سوچنا چاہیے جو جماعت کے فائدہ کے ہوں۔ آپ کو ایسے پلان بنانے چاہئیں کہ ہماری مساجد، مشن ہاؤسز اور دیگر پراجیکٹس بہترین معیار، کم خرچ اور ماحول دوست ہوں۔ خدانخواستہ اگر بڑے پیمانے پر جنگ ہوگئی تو ہم امید کرتے ہیں کہ دنیا کے کئی خطے شدید تباہی سے بچ جائیں گے۔ افریقہ، جزائر اور دور دراز کے علاقے براہِ راست متاثر نہ ہوں گے۔ فرمایا کہ ہمیں ایسے مستقبل کیلئے تیار رہنا چاہیے کہ مغربی دنیا کا امن اور حفاظت قائم نہ رہ سکے تو وہ کام دوسرے علاقوں میں کیے جا سکیں اور ان کم ترقی یافتہ ممالک کو مضبوط بنا سکیں۔ ہمیں سوچنا ہوگا کہ ان علاقوں میں کیسے کام کیا جائے تا کہ یہ پسماندہ اقوام بڑے وقار کے ساتھ کھڑی ہو سکیں اور دنیا کی از سرِ نو تعمیر میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ IAAAE کو چاہیے کہ وہ ایک دور اندیش منصوبہ بندی کے ساتھ کام کرے تا کہ اس زمانے کے حالات ٹھیک ہو بھی جائیں تو جماعت اور IAAAE ایک ادارے کے طور پر مستقبل کیلئے کام کرتی رہے۔ ہم کیا کردار ادا کر سکتے ہیں کہ ترقی پذیر ممالک کم وسائل کے ساتھ بہترین انفراسٹرکچر اور ٹیکنالوجی اور وسائل ان کو مہیا ہوں۔ آپ کا پلان یہ ہو کہ یہ اقوام کیسے قرضے کے بوجھ سے اپنے آپ کو نکال سکیں اور دنیا کے شانہ بشانہ کھڑے ہونے کے قابل ہو سکیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آخر میں مَیں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ IAAAE ایک ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ قائم کر رہی ہے جیسا کہ اکرم احمدی صاحب نے اسکا ذکر کیا ہے نائیجیریا میں یہ قائم ہو رہا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں کہ آپ جلد از جلد اس پراجیکٹ کو مکمل کریں اور پھر بہترین رنگ میں آپ اس کو manage بھی کر سکیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ نائیجیرین عوام اور افریقہ کی دوسری اقوام بھی اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ اَور کالجز کا پیش خیمہ ہوگا جو افریقہ کے مختلف ممالک میں لوگوں کو اپنے قدموں پر کھڑے ہونے کیلئے مدد و مددگار ثابت ہو اور ان لوگوں کی ترقی اور اقوام کی ترقی کا ذریعہ بنے۔ حضور انور نے فرمایا کہ خدا کرے ان اقوام کی تمام بے چینیاں جو پسماندگی کی وجہ سے ان میں سرایت کی ہوئی ہیں ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائیں اور اگر ان کے حالات بہتر ہوئے، میں دعا کرتا ہوں تو پھر ایسی خودغرضی کے طریق پر یا نہج پر نہ چلیں جو آج کی بڑی طاقتوں کا وطیرہ ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ مغربی اقوام کی یہ لالچ ان کی ایسی نا بجھنے والی پیاس ہے جو ختم ہونے کا نام نہیں لیتی اور وہ کمزور اقوام پر اپنے زور اور جبر کے ساتھ مسلط ہیں۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ نہ ختم ہونے والی بھوک چاہے وہ رشیا کی ہو یا دوسری مغربی طاقتوں کی بنی نوع انسان کو اس رستے پر لے گئی ہے کہ دنیا کا امن تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ اس لیے ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور بہت ہی گریہ و زاری کے ساتھ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کرے کہ ان حالات، اس تنازع کا حل جلد از جلد ہو۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اگر مغربی اقوام کی وجہ سے دنیا میں جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے تو ہم نے انسانیت کے زخموں پر مرہم رکھنی ہے اور اس آگ کو بجھانا ہے۔ یہ ہمارا فرض اور ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم نے معاشرے کو از سرِ نو تعمیر کرنا ہے اور انسانوں کو غموں سے نجات دلانی ہے۔ ان کے غموں کا، دکھوں کا مداوا بننا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ہمیں دعا کرنی چاہیے اور بہترین Infrastructure بنانا چاہیے تا کہ خدمتِ انسانیت کی جائے اور اگر جنگ نہ بھی ہو تب بھی پسماندہ علاقوں کے افراد بھی مستقبل میں اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔ بعض آپ میں سے سوچتے ہوں گے کہ جو میں کہہ رہا ہوں یہ آپ کے بس کی بات نہیں، یہ آپ کے دائرہ کار میں شامل نہیں لیکن آپ جب خلوص کے ساتھ اس کیلئے محنت کریں گے اور جانفشانی سے کام کریں گے تو ہم ایسے زبردست پلان بنا سکتے ہیں، ایسے پراجیکٹ بنا سکتے ہیں کہ دنیا کی حکومتیں اور دنیا کے لیڈر ہماری پیشہ ورانہ صلاحیتوں اور ہمارے تجربے سے فیض اٹھائیں اور ہماری طرف دیکھیں۔

حضور انور نے فرمایا: میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی قابلیت کو مزید فضلوں سے نوازے اور آپ کے کاموں کو اور آپ کے پراجیکٹس کو مزید ترقی عطا فرمائے۔ آپ جہاں دنیا کے پسماندہ علاقوں میں ان لوگوں کی خدمت کر رہے ہیں، مَیں دعا کرتا ہوں کہ IAAAE اپنی ترقی کا اگلا قدم اٹھائے تا کہ آپ آئندہ آنے والی نسلوں کی بقا اور ان کی ترقی کے ضامن بنیں۔ آخر میں مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کرے کہ IAAAE کے تمام ممبر مسلسل اسی جذبے اور خلوص کے ساتھ خدمت کرتے رہیں جیسا کہ وہ پہلے سے کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی پر خلوص کوششوں کی جزا عطا فرمائے۔

حضور انور کا خطاب 7 بجکر 44 منٹ پر اختتام پذیر ہوا جس کے بعد اجتماعی دعا کے ساتھ یہ بابرکت محفل اپنے انجام کو پہنچی۔ بعد ازاں حضور انور ہال کے زنانہ حصے میں تشریف لے گئے۔ اور پھر 7 بجکر 48 منٹ پر ہال سے روانہ ہو گئے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل لندن 11/مارچ 2022)

اصل چیلنج یہ ہے کہ دنیا میں جو برائیاں پھیل رہی ہیں ان سے ہم نے کس طرح مقابلہ کرنا ہے

بچپن سے ہی مائیں اپنے ساتھ بچوں کو اٹیچ کریں، انہیں بتائیں کہ دین کیا ہے اور ہمیشہ ایک احمدی ماں کا کام ہے کہ اپنے بچے کو اچھی طرح سمجھا دے کہ تم نے دین کو دنیا پہ مقدم رکھنا ہے

عرب عورتیں ہوں یا غیر عرب عورتیں ہوں ہر احمدی عورت کیلئے یہی پیغام ہے، ایک تو یہ کہ اپنے نمونے قائم کریں،
دوسرے اپنے بچوں کو اعلیٰ اخلاق اسلامی تعلیم کے مطابق سکھانے کے ساتھ ساتھ ان کیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہمیشہ دین کے ساتھ جوڑے رکھے

یورپ میں بھی حجاب کو معیوب سمجھا جاتا ہے، آپ نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ آیا آپ نے خدا تعالیٰ کی بات ماننی ہے
اور اس کیلئے ہر تکلیف اور ہر استہزا اور ہر غلط قسم کے ریمارک کو برداشت کرنا ہے یا ان چیزوں سے ڈر کر لوگوں کی باتیں ماننی شروع کر دینی ہیں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے لجنہ اماء اللہ کبابیر کی آن لائن ملاقات

مورخہ 6؍جون 2021 کو لجنہ اماء اللہ کبابیر (حیفا) کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے آن لائن ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور انور اس ملاقات کیلئے اپنے دفتر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں موجود تھے جبکہ ممبرات لجنہ اماء اللہ محمود مسجد کبابیر سے شامل ہوئیں۔ ملاقات کا آغاز تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا جو مکرمہ سریا ولید صاحبہ نے کی۔ بعد ازاں مکرمہ کوکب عودہ صاحبہ (صدر لجنہ اماءاللہ) نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں مختصر الفاظ میں استقبالیہ پیش کیا۔ بعد ازاں تین ممبرات (براء عودہ، نجلہ عودہ اور الاء عودہ) نے نعتیہ اشعار طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ پیش کیے۔ مختصر پریزنٹیشنز کے بعد لجنہ کو حضور انور سے سوالات پوچھنے کا موقع ملا۔

☆ **ایک خاتون نے حضور انور سے مشرق وسطیٰ میں رہنے والوں کی معاشرتی اور سیاسی پریشانیوں کے بارے میں دریافت فرمایا۔** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک تو مخصوص خطرات ہیں جو علاقے کو گھیرے ہوئے ہیں، خاص طور پر مسلمانوں کو اس علاقے میں خطرہ رہتا ہے اور اس میں قطع نظر اسکے کہ قصور کس کا ہوتا ہے، کون پہلے شروع کرتا ہے، کس کی طرف سے کیا کیا پالیسی ہونی چاہیے لیکن بہر حال خطرہ ہے مخالفین اسلام کی طرف سے اور جب ہم موقع دیتے ہیں ان کو تو وہ خطرات بڑھ جاتے ہیں۔ اس لیے اس علاقے میں بڑی حکمت سے رہنے کی ضرورت ہے اور صحیح نمونے پیش کرنے کی ضرورت ہے جو اسلام کی حقیقی تعلیم کے نمونے ہیں اور کسی کو موقع نہ دیا جائے کہ اسلام کے خلاف کوئی بات کرے۔ عمومی خطرات کا تذکرہ کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ صرف یہاں کی بات نہیں ہے، جو سب سے بڑا خطرہ ہے وہ دنیا میں آجکل ہر جگہ موجود ہے اور وہ خطرہ ہے دجالی طاقتوں کے غلط قسم کے کاموں کی تشہیر جو میڈیا کے ذریعہ سے، انٹرنیٹ کے ذریعہ سے، مختلف ذرائع سے دنیا میں ہر جگہ ہو رہی ہے اور اس کی وجہ سے ایک دین دار خاندان میں پیدا ہونے والا بچہ یا بچی اپنے دین کو بھی بھول رہا ہے اور دنیا کی اور مادیت کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ ہمیں اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس کیلئے اپنے بچوں کی تربیت کرنی چاہیے اور ماؤں کو اس کیلئے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ بچپن سے ہی مائیں اپنے ساتھ بچوں کو اٹیچ کریں۔ انہیں بتائیں کہ دین کیا ہے اور ہمیشہ ایک احمدی ماں کا کام ہے کہ اپنے بچے کے دل میں یہ ڈال دے، دماغ میں ڈال دے، راسخ کر دے، اس کو اچھی طرح سمجھا دے کہ تم نے دین کو دنیا پہ مقدم رکھنا ہے، دنیا کی جو خواہشات ہیں یا دنیا کی جو چکا چوند ہے تمہیں متاثر کرنے والی نہ ہو بلکہ ہمیشہ، ہر موقع پر دین مقدم ہو۔ اگر یہ تربیت آپ اپنے لڑکوں اور لڑکیوں اور بچوں اور بچیوں میں کر دیں تو اگلی نسلوں کو سنبھالنے والے بن جائیں گے اور یہی بڑا چیلنج ہے۔ یہ چھوٹے موٹے چیلنج تو آپ کے حالات کے مطابق اٹھتے ہیں ان کو چیلنج نہ سمجھیں۔ اصل چیلنج یہ ہے کہ دنیا میں جو برائیاں پھیل رہی ہیں ان سے ہم نے کس طرح مقابلہ کرنا ہے جب ان کے مقابلے کیلئے تیار ہو جائیں گے تو اپنے ماحول میں جو حالات ہیں ان کو بھی سنبھالنے کیلئے تیار ہو جائیں گے۔

☆ **ایک ممبر نے سوال کیا کہ عرب احمدی مسلمان خواتین کیلئے آپ کا کیا پیغام ہے۔** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: عرب عورتیں ہوں یا غیر عرب عورتیں ہوں ہر احمدی عورت کیلئے یہی پیغام ہے، ایک تو یہ کہ اپنے نمونے قائم کریں جو آپ کے ماحول میں آپ کو نمایاں کرنے والے ہوں۔ یہ پتہ لگے کہ یہ احمدی مسلمان عورتیں ہیں جن کے عمل، جن کے اخلاق، جن کا اٹھنا بیٹھنا، جن کی بات چیت، جن کا معاشرے میں رہن سہن اور تعلق اسلامی تعلیم کے مطابق ہے۔ دوسری سب سے بڑی اہم بات یہ ہے کہ احمدی عورتوں کو جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دینی چاہیے، ان کو دین سکھانا چاہیے اور ان کیلئے دعا کرنی چاہئے۔ ماں باپ کی دعائیں بچوں کو لگتی ہیں اس لیے اپنی تربیت کے ساتھ ساتھ، ان کو دین سکھانے کے ساتھ ساتھ، ان کو دین سے اٹیچ کرنے کے ساتھ ساتھ، ان کو خدا کی وحدانیت سے جوڑنے کے ساتھ ساتھ، ان کو اعلیٰ اخلاق اسلامی تعلیم کے مطابق سکھانے کے ساتھ ساتھ، ان کیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہمیشہ دین کے ساتھ جوڑے رکھے اور کبھی وہ اپنے رستے سے بھٹکنے والے نہ ہوں۔

☆ **ایک خاتون نے ذکر کیا کہ ایسی مسلمان خواتین جو پردہ کرتی ہیں انہیں معاشرے میں غیر مسلموں کی طرف سے تجسس اور سختی کا سامنا ہوتا ہے۔** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بات یہ ہے کہ حجاب پہننے کو صرف وہاں تو نہیں معیوب سمجھا جاتا، یورپ میں بھی سمجھا جاتا ہے۔ یورپ میں بعض ممالک ایسے ہیں جہاں قانون پاس کیے گئے ہیں کہ حجاب نہیں پہننا یا بعض پبلک جگہوں پر حجاب نہیں پہننا بلکہ (حجاب پہننے پر) جرمانہ اور سزا ہے۔ اسکے باوجود جو عورتیں اور نوجوان بچیاں ایمان پر قائم ہیں وہ حجاب پہنتی ہیں۔ آپ نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ آیا آپ نے خدا تعالیٰ کی بات ماننی ہے اور اس کیلئے ہر تکلیف اور ہر استہزا اور ہر غلط قسم کے ریمارک کو برداشت کرنا ہے یا ان چیزوں سے ڈر کے لوگوں کی باتیں ماننی شروع کر دینی ہیں اور معاشرے کی جو چال ہے اسکے پیچھے چلنا شروع کر دینا ہے۔ تو یہ فیصلہ تو آپ نے کرنا ہے کہ ایک مومن عورت کا ایمان مضبوط ہونا چاہیے۔ جب مسیح موعود اور مہدی معہودؑ کو مانا ہے تو اس تعلیم پر عمل کرنا ہے جو قرآن کریم کی تعلیم ہے اور جس پر عمل کروانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں مسیح موعودؑ کو بھیجا تھا۔

☆ **ایک خاتون نے حضور انور سے سوال کیا کہ ایک ایسی احمدی مسلمان عورت جس نے مالی تنگی کی وجہ سے نوکری کی ہو وہ اپنے خاندان کے متعلق اپنے فرائض کو نظر انداز کیے بغیر کیسے بجالائے؟** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر ایک احمدی مسلمان ماں ضرورت کے باعث نوکری کرتی ہے تاکہ گھر کی مالی ضروریات پوری کر سکے تو اس کو ایسی نوکری ڈھونڈنی چاہیے کہ اس کے شوہر کے اور بچوں کے دفتر اور سکول سے واپس گھر آنے سے پہلے وہ گھر پہنچ سکے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو اور وہ اپنے بچوں کی سکول سے واپسی پر انہیں خوش آمدید نہ کہہ سکتی ہو تو بچوں کو پتہ ہونا چاہیے کہ ان کی ماں نے ان کیلئے کچھ تیار کر رکھا ہے، تو منہ ہاتھ دھونے اور کپڑے بدلنے کے بعد کھانا ان کے انتظار میں ہو۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو ماں کسی بھی شعبہ میں ملازمت کر رہی ہو اس کو دگنی محنت کرنی پڑتی ہے۔ اسے اپنے کام کی جگہ پر بھی تمام فرائض ادا کرنے ہوتے ہیں اور اپنے بچوں کو بھی مناسب وقت دینا ہوتا ہے۔ اسے چاہیے کہ ان سے باتیں کرے، ان کی اخلاقی طور پر راہنمائی کرے اور انہیں نمازیں پڑھنے کی یاد دہانی کرواتی رہے۔ کچھ بھی ہو، ہر خاندان میں ایک مثبت ماحول ہمیشہ قائم رہنا چاہیے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا: اپنے بچوں پر نظر رکھیں کہ وہ نقصان دہ اور غیر اخلاقی مواد انٹرنیٹ پر نہ دیکھیں۔ اسی طرح جب ہفتہ وار چھٹی کا دن (weekend) ہو تو ہر ماں کو اپنے بچوں کے ساتھ زیادہ وقت گزارنا چاہیے۔ یقیناً یہ باپوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ گھروں میں ماؤں کا ہاتھ بٹائیں۔ والدین اور بچوں کے درمیان ایک مضبوط گھریلو ماحول قائم ہونا چاہیے۔

☆ **ایک سوال یہ ہوا کہ نوجوانوں کو جماعت احمدیہ کے پروگراموں کی طرف کیسے مائل کیا جائے، ایسے وقت میں جب لوگ خدا سے دور ہٹ رہے ہیں؟** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نصیحت فرمائی کہ احمدی ماؤں کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو چھوٹی عمر میں جماعت احمدیہ کے پروگراموں میں شامل ہونے میں کردار ادا کریں۔ لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کے پروگرام ایسی طرز پر ترتیب دیے جانے چاہئیں جو ان کیلئے دلچسپی کا باعث ہوں اور ان کا آپس میں تعلق بھی بڑھے۔ حضور انور نے فرمایا کہ بچوں کیلئے ایسے کھیل اور تفریح کے پروگرام ہونے چاہئیں اور انہیں موقع ملنا چاہیے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں اور خود کو بااختیار محسوس کریں بجائے اس کے کہ ان کو محض تقاریر ہی سنائی جائیں۔

☆ **ایک لجنہ ممبر نے سوال کیا کہ اگر ہمیں ہمارے غیر مسلم دوست ایسی تقریبات میں شامل ہونے کی دعوت دیں جہاں غیر اسلامی رسوم پر عمل کیا جا رہا ہو تو کیا ہمیں ان میں شامل ہونا چاہیے؟** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بات یہ ہے کہ آپ کا ماحول وہاں صرف کبابیر میں تو ایسا نہیں ہے یا اسرائیل میں تو ایسا نہیں ہے۔ دنیا کے اکثر ممالک میں یہی ماحول ہے۔ بلکہ مسلمان ملکوں میں بھی خاص طور پہ پاکستان اور ہندوستان جو برصغیر ہے اس میں تو ہندوؤں کی اور غیروں کی رسمیں اتنی راہ پا گئی ہیں کہ مسلمانوں کے اندر بھی وہ غلط قسم کی رسمیں آچکی ہیں۔ لیکن غیر از جماعت جو اچھے تعلقات والے ہیں وہ احمدیوں کو بلاتے ہیں تو آپ جائیں۔ ان کی تقریبات میں جا کے اپنا ایک وقار رکھ کے بیٹھیں۔ اگر وہاں ڈانس ہو رہا ہے تو ٹھیک ہے اس طرف سے نظر پھیر لیں۔ اگر وہاں کوئی غلط پروگرام ہو رہا ہے تو اٹھ کے دوسرے کونے میں چلے جائیں۔ لیکن عمومی طور پہ یہ اس طرح نہیں ہوتا کہ انتہائی کوئی بیہودگی والا ماحول ہو۔ (اگر ہو تو) تو اَور بات ہے۔ پھر وہاں جائیں اور اسکو جس تقریب میں بھی بلایا گیا ہے اگر وہ شادی کی تقریب ہے تو اسکو وہاں بلانے والے کو یا دلہا دلہن کو تحفہ جو بھی دینا ہے آپ دے کے آجائیں یا کھانا وغیرہ کھایا تو اس کے بعد اٹھ کے آجائیں۔ اپنے آپ کو بچایا جا سکتا ہے ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ بالکل ہی بے حیائی والا ماحول ہو اور جو بے حیائی والا ماحول ہو وہاں پہلے ہی پتہ لگ جاتا ہے اس میں پھر آپ شامل نہ ہوں۔

☆ **ایک ممبر نے سوال کیا کہ کیا قرآن کریم کی آیت کہ ’مردوں کو عورتوں پر نگران بنایا گیا ہے‘، کا یہ مطلب ہے کہ مردوں کے خیالات اور رائے کو ہمیشہ عورتوں پر ترجیح دی جائے گی۔** اسکے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں، اس کا قطعاً یہ مطلب نہیں ہے کہ مردوں کی رائے جو ہے اس کی کوئی فضیلت ہے۔ عورتیں بھی ماشاء اللہ بڑی عقل کی باتیں کرنے والی ہیں اور عورتوں کے مشورے سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی بعض فیصلے ہوئے۔ صلح حدیبیہ کے وقت جہاں مردوں کی، ساروں کی رائے فیل ہو گئی تھی ام سلمہؓ کی رائے تھی جس پہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا اور اس کی وجہ سے پھر صحابہ جو پہلے اپنی قربانیاں کرنے سے انکاری تھے انہوں نے فوری طور پہ قربانیاں کر دیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ کہنا کہ صرف مرد عقل کی بات کرتا ہے اس لیے اس کی ہر رائے اچھی ہے اس کو ماننا چاہیے یہ غلط ہے۔ آیت کا مطلب صرف یہ ہے کہ مرد جو ہے وہ بحیثیت گھر کا سربراہ ہونے کے ذمہ دار ہے کہ اپنے گھر کے اخراجات چلائے اور اپنے گھر کے ماحول کو اسلامی تعلیم کے مطابق رکھے۔ بہت دفعہ گھروں میں اگر جھگڑے ہوتے ہیں تو مَیں ان جھگڑے کرنے والوں کو بھی بعض دفعہ یہی مثال دیا کرتا ہوں کہ اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ کا مطلب یہ بھی ہے کہ جہاں جھگڑے ہوتے ہیں عورت اور مرد کے، میاں بیوی کے، مرد کیونکہ قوّام ہے، اسکے اعصاب عورتوں کی نسبت زیادہ مضبوط ہوتے ہیں اس لیے اسکو چاہیے کہ صبر سے کام لے اور بلاوجہ عورتوں سے جھگڑے نہ کرے اور جو چھوٹی موٹی باتیں ہیں ان کو برداشت کرے اور مان جائے تاکہ گھر کا ماحول پرسکون رہے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 22؍جون 2021ء)

ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن اور سُنّت نہ ہو تو خواہ کیسے ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اُس پر وہ عمل کریں

ایک مسلمان عورت کی ہر مشرک، ہر کافر اور ہر اہل کتاب مرد سے شادی کی ممانعت کا واضح حکم قرآن کریم میں ملتا ہے

آنحضور ﷺ اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء نے کبھی کسی عورت کو مردوں کی امامت کا منصب تفویض نہیں فرمایا پس اگر کسی جگہ پر مرد اور عورتیں دونوں ہوں تو نماز کا امام مرد ہی ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط 30)

سوال ایک عرب دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں فقہ حنفی کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد پیش کرکے اپنے بارے میں لکھا ہے کہ میں فقہ حنفی کو زیادہ اہمیت نہیں دیتا کیونکہ میں بھی قیاس کے خلاف ہوں۔ نیز دریافت کیا کہ کیا مَیں فقہ ظاہریہ پر عمل کرسکتا ہوں، کیونکہ فقہ ظاہریہ نے قرآن وحدیث کی نصوص کے ظاہر پر عمل کرنے کے بارے میں بہت زبردست نظریہ پیش کیا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 21/دسمبر 2020ء میں اس بارے درج ذیل ہدایات فرمائیں:

جواب آپ نے اپنے خط میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جس ارشاد کا ذکر کیا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس میں اُس زمانے کے دو فریقوں کے قرآن و حدیث کے بارے میں افراط وتفریط پر مشتمل نظریات کا ردّ فرما کر قرآن وحدیث کا حقیقی مقام بیان کرتے ہوئے اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی ہے کہ حدیث خواہ کیسے ہی ادنیٰ درجہ کی ہو جب تک وہ قرآن کریم اور سنت سے متصادم نہ ہو اسے انسانی فقہ پر ترجیح دی جائے گی۔ اور فقہ کی بنیاد قرآن کریم، سنت رسول ﷺ اور حدیث نبوی ﷺ پر ہونی چاہیے لیکن اگر کسی مسئلہ کا حل ان تینوں سے نہ مل سکے تو پھر فقہ حنفی کے مطابق عمل کر لیا جائے۔ اور اگر زمانی تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی سے بھی کوئی صحیح راہنمائی نہ ملے تو ایسی صورت میں احمدی علماء اس مسئلہ کے بارے میں اجتہاد کریں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن اور سُنّت نہ ہو تو خواہ کیسے ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اُس پر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اُس کو ترجیح دیں۔ اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنّت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کرلیں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے اور اگر بعض موجودہ تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے تو اِس صورت میں علماء اس سلسلہ کے اپنے خداداد اجتہاد سے کام لیں لیکن ہوشیار رہیں کہ مولوی عبداللہ چکڑالوی کی طرح بے وجہ احادیث سے انکار نہ کریں ہاں جہاں قرآن اور سنّت سے کسی حدیث کو معارض پاویں تو اُس حدیث کو چھوڑ دیں۔‘‘ (ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 212)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان نصائح پر پوری طرح کاربند ہے اور جب بھی کسی مسئلہ میں اجتہاد کی ضرورت پڑتی ہے تو جماعت کے علماء خلافت احمدیہ کے زیر سایہ اس مسئلہ پر غور وخوض کر کے اجتہاد کے طریق کو اختیار کرتے ہیں۔

کسی احمدی کا قیاس کو ناپسند کرنا اور اس بنا پر فقہ حنفی کو بُرا خیال کرنا درست نہیں۔ اہل علم اور مجتہدین کا جائز حدود میں رہ کر قرآن وسنت اور حدیث سے استنباط کر کے قیاس کے طریق کو اپنانا منع نہیں کیونکہ قرآن کریم اور آنحضور ﷺ کے ارشادات میں قیاس کے حق میں کئی دلائل موجود ہیں۔ نیز خلفائے راشدین نے بھی اپنے عہد مبارک میں قیاس سے کام لیا اور کئی نئے پیش آمدہ مسائل کو آنحضور ﷺ کے زمانہ کے کسی مسئلہ پر قیاس کر کے حل فرمایا۔

اسی طرح قیاس کے حوالے سے جن لوگوں نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کو اہل الرائے کہہ کر طعن کی ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے پسند نہیں فرمایا۔ چنانچہ ایک موقع پر مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کی اسی قسم کی غلطی پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں مخاطب کر کے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مقام کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ’’اے حضرت مولوی صاحب آپ ناراض نہ ہوں آپ صاحبوں کو امام بزرگ ابوحنیفہ سے اگر ایک ذرہ بھی حسن ظن ہوتا تو آپ اس قدر سبکی اور استخفاف کے الفاظ استعمال نہ کرتے آپ کو امام صاحب کی شان معلوم نہیں۔ وہ ایک بحر اعظم تھا اور دوسرے سب اسکی شاخیں ہیں اس کا نام اہل الرائے رکھنا ایک بھاری خیانت ہے! امام بزرگ حضرت ابوحنیفہؒ کو علاوہ کمالات علم آثار نبویہ کے استخراج مسائل قرآن میں یدطولیٰ تھا خدا تعالیٰ حضرت مجدد الف ثانی پر رحمت کرے انہوں نے مکتوب صفحہ 307 میں فرمایا ہے کہ امام اعظم صاحب کی آنے والے مسیح کے ساتھ استخراج مسائل قرآن میں ایک روحانی مناسبت ہے۔‘‘

(الحق مباحثہ لدھیانہ، روحانی خزائن، جلد 4، صفحہ 101)

جہاں تک فقہ ظاہریہ کا تعلق ہے تو اس بارے میں اہم بات یہ ہے کہ قرآن کریم اور حدیث نبوی ﷺ میں بیان کئی احکامات ایسے ہیں کہ اگر ان کے صرف ظاہری الفاظ کو اپنایا جائے تو اس حکم کی روح اور حکمت کو انسان پا ہی نہیں سکتا۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اسی طریق کو اختیار کرے جس کی نشاندہی آنحضور ﷺ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق مبعوث ہونے والے آپ کے غلام صادق اور اس زمانے کے حکم وعدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے راہنمائی پا کر فرمائی ہے اور جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں اوپر کر دیا گیا ہے۔

سوال ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں الازہر یونیورسٹی کی ایک عہدیدار خاتون کا فتویٰ کہ ’’قرآن کریم میں کوئی ایسی نص نہیں جو مسلمان لڑکی کو غیر مسلم کے ساتھ شادی سے منع کرتی ہو‘‘ کے بارے میں راہنمائی چاہی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 21/دسمبر 2020ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب اسلامی تعلیمات کی بنیاد قرآن کریم کے علاوہ بانی اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت اور قرآن و سنت سے موافقت رکھنے والی احادیث نبویہ ﷺ پر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جہاں قرآن کریم میں بیان احکامات کی پیروی کا مسلمانوں کو حکم دیا وہاں یہ بھی فرمایا ہے کہ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ○ قُلۡ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ ۚ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡکٰفِرِیۡنَ ○ (آل عمران: 32 تا 33) یعنی (اے محمد ﷺ) تو کہہ کہ (اے لوگو) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو (اس صورت میں) وہ (بھی) تم سے محبت کرے گا اور تمہارے قصور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تو کہہ (کہ) تم اللہ اور اس رسول کی اطاعت کرو (اس پر) اگر وہ منہ پھیر لیں تو (یاد رکھو کہ) اللہ کافروں سے ہرگز محبت نہیں کرتا۔

اسی طرح فرمایا: وَمَاۤ اٰتٰکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡہُ ٭ وَمَا نَہٰکُمۡ عَنۡہُ فَانۡتَہُوۡا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ (الحشر: 8) کہ یہ رسول جو کچھ تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ کا عذاب یقیناً بہت سخت ہوتا ہے۔

ان بنیادی اصولوں کو جاننے کے بعد جب ہم مسلمان عورت کی کسی غیر مسلم مرد سے شادی کے معاملہ پر غور کرتے ہیں تو ہمیں ایک مسلمان عورت کی ہر مشرک، ہر کافر اور ہر اہل کتاب مرد سے شادی کی ممانعت کا واضح حکم قرآن کریم میں ملتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرۃ آیت 222 میں حکم دیتا ہے کہ مشرکوں سے جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں اپنی عورتیں نہ بیاہو اور سورۃ المائدۃ کی آیت 6 میں جہاں مسلمانوں کیلئے اہل کتاب کا اور اہل کتاب کیلئے مسلمانوں کا کھانا جائز قرار دیا وہاں مسلمان مردوں کو اہل کتاب عورتوں سے نکاح کی تو اجازت دی لیکن مسلمان عورتوں کے اہل کتاب مردوں سے نکاح کا ذکر نہ فرما کر اس امر کی ممانعت کو قائم فرمایا۔ اور سورۃ الممتحنہ کی آیت 11 میں ہجرت کر کے آنے والی مسلمان عورتوں کو کفار کی طرف نہ لوٹانے اور ان عورتوں کو کفار کیلئے اور کفار کو ان مسلمان عورتوں کیلئے جائز نہ ہونے کی ہدایت فرما کر کفار سے بھی مسلمان عورتوں کو بیاہنے کی ممانعت فرما دی۔

ان قرآنی احکامات کے علاوہ آنحضور ﷺ کی سنت اور آپ کے ارشادات سے کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ حضور ﷺ نے اپنی کسی عزیزہ کو کسی غیر مسلم سے بیاہا ہو یا ان قرآنی احکامات کے نزول کے بعد صحابہ رسول ﷺ نے خود یا حضور ﷺ کے ارشاد پر اپنی کسی بچی کو کسی غیر مسلم سے بیاہا ہو بلکہ اسکے برعکس حضور ﷺ نے صحابہ کو عام نصیحت فرمائی کہ جب تمہارے زیر کفالت کسی مسلمان خاتون کا رشتہ کوئی ایسا شخص طلب کرے جس کا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہو تو اس خاتون کو اس سے بیاہ دو، خواہ اس شخص میں کوئی نقص ہو۔ حضور ﷺ نے (دین اور اخلاق والے) اس فقرہ کو تین دفعہ دہرایا۔

(سنن ترمذی، کتاب النکاح)

اس زمانے کے حکم وعدل اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آقا ومطاع کی پیروی میں اسی اسلامی تعلیم کے عین مطابق اپنے متبعین کو نصیحت فرمائی کہ ’’غیر احمدیوں کی لڑکی لے لینے میں حرج نہیں ہے کیونکہ اہل کتاب عورتوں سے بھی تو نکاح جائز ہے بلکہ اس میں تو فائدہ ہے کہ ایک اور انسان ہدایت پاتا ہے۔ اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دینی چاہئے۔ اگر ملے تو لے بیشک لو۔ لینے میں حرج نہیں اور دینے میں گناہ ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد پنجم، صفحہ 525، مطبوعہ 2003ء)

حضور علیہ السلام نے سورۃ المائدۃ میں بیان نص قرآنی کے تحت ہی غیر احمدی مرد کو اپنی لڑکی دینا گناہ قرار دیا ہے کیونکہ اس آیت میں مسلمان مردوں کیلئے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کے جواز کا تو ذکر کیا گیا ہے لیکن مسلمان عورتوں کو اہل کتاب مردوں سے بیاہنے کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔

سوال ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ قرآن کریم کے 30 پارے ہونے میں کیا خدائی حکمت ہوسکتی ہے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 10/ جنوری 2021ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب ارشاد فرمایا:

جواب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو آیات اور سورتوں کی شکل میں نازل فرمایا اور آنحضور ﷺ نے خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی راہنمائی سے اس کی موجودہ ترتیب کو قائم فرمایا۔ جہاں تک قرآن کریم کو منازل، پاروں اور رکوعات میں تقسیم کرنے کا معاملہ ہے تو یہ بعد میں لوگوں نے قرآن کریم کو پڑھنے کی سہولت کے پیش نظر مختلف وقتوں میں ایسا کیا۔ اسی لیے قرآن کریم کے قدیم نسخہ جات میں ایسی کوئی تقسیم موجود نہیں ہے۔

احادیث میں آتا ہے کہ بعض ایسے صحابہ جو اپنی گھریلو ذمہ داریاں ادا کرنے کی بجائے صرف نفلی عبادات میں ہی مشغول رہتے تھے، ان کے بارے میں اطلاع ملنے پر حضور ﷺ نے انہیں جو نصائح فرمائیں ان میں سارے قرآن کریم کی تلاوت کیلئے بھی حضور ﷺ نے دنوں کی حد بندی فرمائی تھی۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے بارے میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا کہ پورے مہینہ میں قرآن مجید ختم کیا کرو۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! مَیں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں تو آپؐ نے فرمایا: بیس دنوں میں پڑھ لیا کرو۔ انہوں عرض کیا میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں تو آپؐ نے فرمایا کہ دس دنوں میں ختم کرلیا کرو۔ انہوں نے عرض کیا میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں تو آپؐ نے فرمایا: پھر سات دنوں میں مکمل کرلیا کرو اور اس سے زیادہ اپنے آپ کو مشقت میں مت ڈالو کیونکہ تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے جسم کا بھی تجھ پر حق ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام)

بعض کا خیال ہے کہ حضور ﷺ کے اس ارشاد کی

روشنی میں بعد میں لوگوں نے اپنی سہولت کیلئے قرآن کریم کو تیس پاروں اور سات منازل میں تقسیم کیا تا کہ زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ میں اور کم سے کم سات دنوں میں قرآن کریم کی تلاوت مکمل کرنے والے کیلئے آسانی پیدا ہو سکے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کیلئے طلباء اور اساتذہ کی سہولت کیلئے قرون وسطیٰ میں قرآن کریم کو منازل اور پاروں میں تقسیم کیا گیا۔ اور یہ تقسیم کسی مضمون کے اعتبار سے نہیں بلکہ قرآن کریم کے حجم کے لحاظ سے کی گئی ہے۔

قرآن کریم کی رکوعات میں تقسیم کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ کام حجاج بن یوسف کے زمانے میں ہوا اور بعض روایات کے مطابق یہ تقسیم حضرت عثمانؓ نے فرمائی تھی۔ نیز یہ کہ نمازوں کی رکعات میں ایک خاص حصۂ قرآن کی تلاوت کی سہولت پیدا کرنے کیلئے رکوعات کی یہ تقسیم کی گئی۔

بہر حال جو بھی ہو، یہ امر محقق ہے کہ قرآن کریم کی یہ تقسیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے اور نہ ہی حضور ﷺ کی بیان فرمودہ ہے، بلکہ بعد کے زمانوں کی تقسیم ہے۔ اسی لیے عرب اور غیر عرب دنیا کے مختلف علاقوں میں شائع ہونے والے قرآن کریم کے نسخہ جات میں بعض پاروں کی تقسیم میں فرق بھی پایا جاتا ہے۔ البتہ اس بات میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ اس تقسیم سے نہ تو قرآن کریم کے مطالب سمجھنے میں کوئی فرق پڑتا ہے اور نہ ہی قرآن کریم کی صداقت اور حقانیت پر کوئی حرف آتا ہے۔

سوال ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں سورۃ الحاقہ کی ایک آیت کے لفظ ''اُذُنٌ'' کے بارے میں تحریر کر کے راہنمائی چاہی کہ کیا اس سے مراد ریکارڈنگ مشین ہے کیونکہ کان تو کسی بات کو محفوظ نہیں رکھتے بلکہ دل و دماغ محفوظ رکھتے ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 10/ جنوری 2021ء میں اس بارے میں درج ذیل راہنمائی فرمائی:

جواب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تفسیر صغیر میں سورۃ الحاقہ کی اس آیت کا ترجمہ اس طرح کیا ہے ''تا کہ اس (واقعہ) کو تمہارے لئے ایک نشان قرار دیں اور سننے والے کان سنیں (اور دل اسے یاد رکھیں)''

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے اس تشریحی ترجمے میں اس بات کو واضح فرما دیا ہے کہ کانوں کا کام صرف سننا ہے یاد رکھنے کا کام یا دل کرتا ہے یا دماغ کرتا ہے۔ چنانچہ سورۃ البقرۃ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ایک جگہ حضورؓ کان اور آنکھ کے فنکشن کی وضاحت میں ایک نہایت لطیف نکتہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''جب ہم کوئی آواز سنتے ہیں تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ یہ آواز باہر سے ہو کر آئی ہے۔ کیونکہ کان کا پردہ قدرتی طور پر اس طرح بنایا گیا ہے کہ ہوا کا زور کان کے پردہ پر پڑتا ہے تو اس سے ایک حرکت پیدا ہوتی ہے۔ ارتعاش کی لہریں یعنی وائی بریشنز (VIBRATIONS) پیدا ہوتی ہیں اور یہی وائی بریشنز دماغ میں جاتی ہیں اور دماغ ان کو الفاظ میں بدل ڈالتا ہے۔ یہی وائی بریشن ہیں جو ریڈیو کے والوز میں پڑتی ہیں اور ریڈیو ان کو الفاظ میں بدل ڈالتا ہے۔ انسانی بناوٹ میں ریڈیو کان ہے اور اعصاب دماغی والوز ہیں۔ ان کے ذریعہ جو حرکات دماغ میں منتقل ہوتی ہیں وہ وہاں سے آواز بن کر سنائی دیتی ہیں...... اور جو کچھ تم دیکھتے ہو وہ بھی حرکات ہیں، جن کو آنکھیں شکل میں تبدیل کر ڈالتی ہیں۔ جو چیز تمہارے سامنے گڑی ہوتی ہے وہ تصویر نہیں ہوتی بلکہ وہ فیچرز (FEATURES) یعنی نقش ہوتے ہیں جو آنکھوں کے ذریعہ دماغ میں جاتے ہیں اور وہ انہیں تصویر میں بدل ڈالتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آجکل ریڈیو سیٹ کے ذریعہ تصویریں بھی باہر جانے لگ پڑی ہیں۔'' (تفسیر کبیر، جلد دوم، صفحہ 403)

پس حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی اس لطیف تفسیر کی روشنی میں میرے نزدیک سورۃ الحاقہ کی مذکورہ بالا آیت میں ایک قابل ذکر نشان کے یاد رکھنے کو کان کی طرف اس لیے منسوب کیا گیا ہے کہ کان کے ذریعہ ہی آواز دل و دماغ تک پہنچ کر محفوظ ہوتی ہے۔ باقی اس آیت قرآنی میں لفظ کان سے ریکارڈنگ مشین مراد لینا آپ کی ایک ذوقی تشریح ہے، جو اگر قرآن وسنت اور احادیث کے خلاف نہیں تو اس تشریح میں کوئی حرج کی بات نہیں۔

سوال ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ اگر گھر میں مردوں کے ہوتے ہوئے صرف عورت اس قابل ہو کہ نماز پڑھا سکے تو کیا وہ نماز پڑھا سکتی ہے۔ اور اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 16/ جنوری 2021ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب اسلامی تعلیم کی یہ خوبی ہے کہ اس میں مردوں اور عورتوں کے حقوق وفرائض ان کے طبائع کے مطابق الگ الگ مقرر کیے گئے ہیں۔ چنانچہ نماز باجماعت بھی صرف مردوں پر فرض کی گئی اور عورتوں کو اس سے رخصت دی گئی اور عورتوں کا باجماعت نماز ادا کرنا محض نفلی حیثیت قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے مردوں کی موجودگی میں کوئی عورت نماز باجماعت میں ان کی امام نہیں بن سکتی۔ آنحضور ﷺ اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء نے کبھی کسی عورت کو مردوں کی امامت کا منصب تفویض نہیں فرمایا۔ اس زمانے کے حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی جب بعض اوقات کسی علالت کی وجہ سے گھر پر نماز ادا فرماتے تو نماز کی امامت خود کراتے اور حضور علیہ السلام کو چونکہ کھڑے ہونے سے چکر آ جایا کرتا تھا اس لیے حضرت اماں جانؓ کو پیچھے کھڑا کرنے کی بجائے مجبوراً اپنے ساتھ کھڑا کر لیتے تھے۔

پس اگر کسی جگہ پر مرد اور عورتیں دونوں ہوں تو نماز کا امام مرد ہی ہوگا کیونکہ جو مرد نماز پڑھنے کی اہلیت رکھتا ہے اور اس کی اپنی نماز صحیح ہو جاتی ہے تو اس کی امامت میں دوسروں کی نماز بھی صحیح ہوگی۔

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 11/ مارچ 2021)

......☆......☆......☆......

بقیہ خطبہ سوال جواب از صفحہ نمبر 18

عبادت ہے اس لئے گنجائش کے مطابق اعتکاف بیٹھنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ بعض لوگوں کا زور ہوتا ہے کہ ہم نے ضرور اعتکاف بیٹھنا ہے اور فلاں مسجد میں ہی بیٹھنا ہے اور پھر اس کیلئے زور بھی دیا جاتا ہے، خط پہ خط لکھے جاتے ہیں اور سفارش کرنے کی درخواستیں کی جاتی ہیں تو یہ طریق غلط ہے۔ دعا کی قبولیت تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو کہیں بھی ہو سکتی ہے۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ جو اعتکاف بیٹھیں گے ان کو لیلۃ القدر حاصل ہوگی اور باقیوں کو نہیں ہوگی۔ ہاں بعض جگہوں کی ایک اہمیت ہوتی ہے لیکن یہ سوچ بہر حال غلط ہے کہ ہم نے فلاں جگہ بیٹھنا ہے۔

سوال اعتکاف کے دوران آنحضرت ﷺ نے کیا احتیاط برتنے کی طرف توجہ دلائی؟

جواب ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کے حجرے سے باہر جھانکتے ہوئے فرمایا: نمازی اپنے ربّ سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کو سنانے کیلئے قراءت بالجہر نہ کرو۔

سوال اعتکاف میں بیٹھنے کے بعد کن باتوں کو ملحوظ رکھنا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بعض لوگ اعتکاف بیٹھ کر بھی کچھ وقت کیلئے دنیا داری کے کام کر لیتے ہیں مثلاً بیٹے کو کہہ دیا، یا اپنے کام کرنے والے کارندے کو کہہ دیا کہ کام کی رپورٹ فلاں وقت مجھ کو دے جایا کرو۔ کاروباری مشورے لینے ہوں تو فلاں وقت آ جایا کرو، یہ طریق بھی غلط ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بارے میں کیا فتویٰ دیا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس بارے میں سوال ہوا کہ آدمی جب اعتکاف میں ہو تو اپنے دنیوی کاروبار سے متعلق بات کر سکتا ہے یا نہیں؟ آپؑ نے فرمایا کہ سخت ضرورت کے سبب کر سکتا ہے اور بیمار کی عیادت کیلئے اور حوائج ضروریہ کے واسطے باہر جا سکتا ہے۔

سوال معتکف کیلئے بیمار کی عیادت کے متعلق آنحضرت ﷺ کا کیا طریق ہے؟

جواب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار پرسی کیلئے جاتے اور آپؐ اعتکاف میں ہوتے۔ پس آپؐ قیام کئے بغیر اس کا حال پوچھتے۔

سوال اعتکاف میں مسجد کے احاطہ یا چھت میں دھوپ لی جا سکتی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجلس میں بیٹھے تھے، خواجہ کمال الدین صاحب اور ڈاکٹر عباد اللہ صاحب اُن دنوں میں اعتکاف بیٹھے تھے تو آپؑ نے اُن کو فرمایا کہ: اعتکاف میں یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان اندر ہی بیٹھا رہے اور بالکل کہیں آئے جائے ہی نہ (مسجد کی) چھت پر دھوپ ہوتی ہے وہاں جا کر آپ بیٹھ سکتے ہیں کیونکہ نیچے یہاں سردی زیادہ ہے۔

سوال رمضان کے آخری عشرے میں آنحضرت ﷺ کی عبادتوں کے کیا نظارے ہوتے تھے؟

جواب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رمضان میں سے ایک عشرہ باقی رہ جاتا تو آنحضور ﷺ کمر کس لیتے اور اپنے اہل سے ان دنوں میں بالکل علیحدہ ہو جاتے اور مسجد میں چلے جاتے اور چوبیس گھنٹے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔

سوال رمضان کے روزوں اور لیلۃ القدر کی راتوں میں قیام کی آنحضرت ﷺ نے کیا فضیلت بیان فرمائی؟

جواب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور محاسبہ نفس کرتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے اس کو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے لیلۃ القدر کی رات قیام کیا اس کو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔''

سوال لیلۃ القدر کی تلاش کن راتوں میں کرنی چاہئے؟

جواب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

سوال اگر کسی کو لیلۃ القدر میسر آ جائے تو وہ اس میں کیا دعا مانگے؟

جواب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک بار میں نے عرض کی اَے اللہ کے نبی اگر مجھے لیلۃ القدر میسر آ جائے تو میں کیا دعا مانگوں؟ آپؐ نے فرمایا یہ دعا کرنا: اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی یعنی اَے اللہ تو بہت زیادہ درگزر کرنے والا ہے اور درگزر کو پسند کرتا ہے پس مجھ سے درگزر فرما۔ حضور انور نے فرمایا: اس کا مطلب یہ نہیں کہ اور دعائیں نہیں کرنی چاہئیں وہ بھی کریں۔

سوال حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک کے علاوہ کن لیلۃ القدر کا ذکر فرمایا ہے؟

جواب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک اور لیلۃ القدر اسلام نے بیان کی ہے اور وہ، وہ لیلۃ القدر ہے کہ جو برکتوں کے لحاظ سے اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ رمضان کی لیلۃ القدر کی برکتیں بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ یہ لیلۃ القدر وہ ہے جسکے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُلَھَا دِیْنَھَا۔ یہ لیلۃ القدر اس مجدد کے زمانے میں جو صدی کے سر پر آتا ہے آتی ہے مگر اس سے بھی بڑھ کر ایک اور لیلۃ القدر ہے جو 1300 سال کے بعد آئی اور وہ حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ ہے۔ یہ لیلۃ القدر ان تیرہ سو لیلۃ القدروں سے جو رمضان میں آئیں اور ان گیارہ لیلۃ القدروں سے جو مجددوں کے زمانے کی صورت میں ہر صدی کے سر پر نمودار ہوئیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ پس وہ زمانہ جس میں حضرت مسیح موعودؑ مبعوث ہوئے سب سے بڑی لیلۃ القدر ہے۔

......☆......☆......☆......

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

Alam Associates
Architect & Engineers
+91 9032667993
alamassociates18@gmail.com
22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)
Mobile : 8978952048
lordsshoe.co@gmail.com
NEW Lords SHOE CO.
(WHOLESALE & RETAIL)
DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS
16-10-27/105/B2, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telangana.

حضرت عمرؓ کو دیکھ لو ان کے رعب اور دبدبہ سے قیصر و کسریٰ کی حکومتیں تک لرزہ براندام رہتی تھیں

مگر دوسری طرف اندھیری رات میں ایک بدوی عورت کے بچوں کو بھوکا دیکھ کر عمرؓ جیسا عظیم المرتبت انسان تلملا اٹھا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور آپؐ کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 19/نومبر 2021 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضرت عمرؓ کی قبول اسلام سے پہلے کیا حالت تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرے خلیفہ ہوئے ہیں ابتداء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے سخت دشمن تھے کہ ایک موقع پر آپؐ کو قتل کرنے کیلئے نکلے تھے لیکن جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کیا اور دین کیلئے ہمت اور کوشش سے کام لیا تو نہ صرف خود ہی اعلیٰ درجے پر پہنچ گئے بلکہ دوسروں کو بھی اعلیٰ مقام پر پہنچانے کا باعث ہو گئے۔

سوال حضرت عمرؓ کو سلسلہ کے مال کا کس قدر درد تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس بارے میں روایت ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی بکری بھی ضائع ہو کر مر گئی تو مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے قیامت کے دن اسکے بارے میں سوال کرے گا۔

سوال حضرت عمرؓ کی خشیت الٰہی کی کیا حالت تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک دن میں عمر بن خطابؓ کے ساتھ باہر گیا یہاں تک کہ آپؓ ایک باغ میں داخل ہوئے۔ میرے اور آپؓ کے درمیان ایک دیوار حائل تھی۔ آپؓ باغ کے اندر تھے۔ میں نے اس وقت آپؓ کو یہ کہتے سنا۔ واہ واہ اے خطاب کے بیٹے عمر! تُو امیر المومنین ہے۔ اللہ کی قسم تو ضرور اللہ سے ڈر ورنہ وہ ضرور تجھے عذاب دے گا۔

سوال حضرت عمرؓ کی انگوٹھی پر کیا کندہ تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ کی انگوٹھی پر یہ جملہ کندہ تھا: كَفٰى بِالْمَوْتِ وَاعِظًا يَا عُمَرُ کہ اَے عمر! واعظ ہونے کے لحاظ سے موت کافی ہے۔

سوال حضرت عمرؓ پرانے خدمت کرنے والوں کا کس طرح خیال رکھا کرتے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اہلِ مدینہ کی عورتوں میں سے بعض کو اوڑھنیاں تقسیم کیں۔ ان میں سے ایک اچھی اوڑھنی بچ گئی۔ جو لوگ ان کے پاس تھے ان میں سے کسی نے ان سے کہا کہ اَے امیر المومنین! آپؓ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس بیٹی کو دیں جو آپؓ کے پاس ہے۔ اُس کی مراد حضرت علیؓ کی بیٹی حضرت اُم کلثومؓ تھیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: اُمِّ سَلِیط اسکی زیادہ حق دار ہیں۔ فرمایا: ام سلیط ان انصاری عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ وہ جنگ احد کے دن ہمارے لیے مشکیں اٹھا کر لاتی تھیں۔

سوال حضرت عمرؓ قربانی کرنے والوں کے قریبیوں کو کس طرح نوازتے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک موقع پر ایک عورت بازار میں حضرت عمرؓ سے ملی جس نے اپنے خاوند کی وفات کے بعد سخت تنگی کا ذکر کیا اور کہنے لگی اَے امیر المومنین مَیں خُفَاف بن اِیْمَاء غِفَاری کی بیٹی ہوں اور میرے والد حدیبیہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر ٹھہر گئے اور آگے نہیں چلے۔ حضرت عمرؓ نے کہا واہ واہ! بہت نزدیک کا تعلق ہے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے واپس جا کر ایک مضبوط اونٹ لیا جو گھر میں بندھا تھا اور دو بوریاں اناج سے بھریں اور ان پر لاد دیں اور ان کے درمیان سال بھر کے خرچ کے لیے مال اور کپڑے بھی رکھے۔ پھر اس اونٹ کی نکیل اس عورت کے ہاتھ میں دے دی اور کہا اسے لے جاؤ، یہ ختم نہیں ہو گا کہ اللہ تمہیں اَور دے گا۔

سوال حضرت عمرؓ بوڑھی اور معذور اور ضرورتمند عورتوں کا کس طرح خیال رکھتے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت طلحہؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رات کی تاریکی میں مَیں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ ایک گھر میں داخل ہوئے۔ پھر دوسرے گھر میں داخل ہوئے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت طلحہؓ ان گھروں میں سے ایک گھر میں گئے، وہاں ایک نابینا بڑھیا بیٹھی ہوئی تھی۔ حضرت طلحہؓ نے اس سے پوچھا جو شخص تیرے پاس رات کو آتا ہے وہ کیا کرتا ہے؟ بڑھیا نے جواب دیا: وہ کافی عرصہ سے میری خدمت کر رہا ہے اور میرے کام کاج کو ٹھیک کرتا ہے اور میری گندگی دور کرتا ہے۔ یہ سن کر حضرت طلحہؓ نے ندامت سے اپنے آپ کو کہا اے طلحہ! تیری ماں تجھے کھوئے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ تُو عمرؓ کی لغزشوں کی کھوج میں ہے اور یہاں تو معاملہ ہی کچھ اَور ہے۔

سوال کسی ضرورتمند کو دیکھ کر حضرت عمر کی کیا حالت ہوتی تھی؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقع پر فرمایا کہ حضرت عمرؓ کو دیکھ لو ان کے رعب اور دبدبہ سے ایک طرف دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ کانپتے تھے۔ قیصر و کسریٰ کی حکومتیں تک لرزہ براندام رہتی تھیں مگر دوسری طرف اندھیری رات میں ایک بدوی عورت کے بچوں کو بھوکا دیکھ کر عمرؓ جیسا عظیم المرتبت انسان تلملا اٹھا اور وہ اپنی پیٹھ پر آٹے کی بوری لاد کر اور گھی کا ڈبہ اپنے ہاتھ میں اٹھا کران کے پاس پہنچا اور اس وقت تک واپس نہیں لوٹا جب تک کہ اس نے اپنے ہاتھ سے کھانا پکا کران بچوں کو نہ کھلا لیا اور وہ اطمینان سے سو نہ گئے۔

سوال حضور انور نے اُس بڑھیا کیا واقعہ بیان کیا جس نے کہا تھا کہ مجھے عمرؓ کی طرف سے کوئی عطیہ نہیں ملا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک مقع پر آپؓ کا گزر ایک بڑھیا کے پاس سے ہوا جو اپنے خیمے میں تھی۔ آپؓ اس سے پوچھ گچھ کرنے لگے تو اس نے کہا اے شخص عمرؓ نے کیا کیا؟ آپؓ نے کہا کہ وہ ادھر ہی تو ہے اور شام سے آ گیا ہے تو اس عورت نے کہا کہ خدا اس کو میری طرف سے جزائے خیر نہ دے۔ آپؓ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے! تم ایسا کیوں کہتی ہو؟ اس نے کہا کہ جب سے وہ خلیفہ ہوا ہے آج تک مجھے اسکا کوئی عطیہ نہیں ملا۔ نہ کوئی دینار نہ درہم۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: عمر کو تیرے حال کی خبر کیسے ہو سکتی ہے؟ جبکہ تُو ایسی جگہ بیٹھی ہوئی ہے، تو اس نے کہا سبحان اللہ! میں گمان نہیں کرتی کہ کوئی لوگوں پر والی بن جائے اور اس کو یہ خبر نہ ہو کہ اسکے آگے مشرق و مغرب میں کیا ہے۔ تو عمرؓ روتے ہوئے اسکی طرف متوجہ ہوئے اور یہ کہہ رہے تھے کہ ہائے عمر ہائے! کتنے دعویدار ہوں گے۔ ہر ایک تجھ سے زیادہ دین کی سمجھ رکھنے والا ہے اَے عمر۔ پھر آپؓ نے اُنہیں پچیس دینار دیئے۔

سوال حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے عاصم کیلئے کیسی لڑکی کا انتخاب کیا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت اسلمؓ سے مروی ہے جو حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ تھے کہ بعض راتوں میں سے ایک رات میں مَیں امیر المومنین کے ساتھ مدینہ کی اطراف میں پھر رہا تھا۔ آپؓ نے ایک گھڑی کیلئے یعنی کچھ وقت کیلئے استراحت کی غرض سے ایک دیوار کی جانب سہارا لیا۔ تو آپؓ نے سنا کہ گھر کے اندر ایک بڑھیا اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ اٹھ اور دودھ میں پانی ملا دے۔ لڑکی نے کہا آپ نہیں جانتیں کہ امیر المومنین کے منادی نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ دودھ میں پانی نہ ملایا جائے۔ ماں نے کہا: نہ اس وقت امیر المومنین موجود ہے اور نہ اس کا منادی۔ لڑکی نے کہا کہ خدا کی قسم! یہ بات تو ہمارے لیے مناسب نہیں ہے کہ سامنے تو ہم ان کی اطاعت کریں اور خلوت میں نافرمانی کرنے لگیں۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور اپنے ساتھی سے فرمایا کہ اے اسلم! اس مکان پر نشان لگا دو۔ دوسرے دن آپ نے کسی کو بھیجا اور اس لڑکی کا رشتہ اپنے بیٹے عاصم سے کر دیا۔ اس سے عاصم کی ایک لڑکی پیدا ہوئی حضرت عمر بن عبدالعزیز اسی لڑکی کی اولاد میں سے تھے۔

سوال حضور انور نے حضرت عمرؓ کے کوڑے مارنے والا کون سا واقعہ بیان کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک روایت میں ہے، سَلَمہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں بازار سے گزر رہا تھا کہ حضرت عمرؓ بھی اپنے کسی کام سے گزر رہے تھے۔ آپؓ کے ہاتھ میں کوڑا تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا اَے سَلَمہ! اس طرح رستہ سے ہٹ کر چلا کرو۔ پھر مجھے ہلکا سا کوڑا مارا لیکن کوڑا میرے کپڑے کے کنارے پر لگا۔ پس میں رستے سے ہٹ گیا اور آپؓ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ اس بات کو سال گزر گیا۔ پھر حضرت عمرؓ سے میری بازار میں ملاقات ہوئی۔ آپؓ نے فرمایا اَے سَلَمہ! کیا اس سال حج کو جانے کا ارادہ ہے۔ میں نے کہا ہاں اے امیر المومنین۔ پھر آپؓ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھر لے گئے اور ایک تھیلے میں سے چھ سو درہم مجھے دیے اور فرمانے لگے اَے سَلَمہ! اس کو اپنی ضروریات میں استعمال کر لو اور یہ اس کا بدلہ ہے جو ایک سال پہلے مَیں نے تمہیں کوڑا مارا تھا۔ سَلَمہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم! امیر المومنین! میں یہ بات بالکل بھول چکا تھا اور آج آپؓ نے یاد کروائی ہے۔

......☆......☆......☆......

جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور محاسبہ نفس کرتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے اس کو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے

اور جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے لیلۃ القدر کی رات قیام کیا اس کو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 29/اکتوبر 2004 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال ہماری نیکیاں کس نوعیت کی ہونی چاہئیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہم ایک ترقی کرنے والی قوم ہیں، ہمیں اسی وقت کسی نیکی کو دیکھ کر دلی خوشی پہنچ سکتی ہے جب یہ نیکی دائمی ہو، ہمیشہ رہنے والی ہو۔ جو جوش و خروش آج کل نظر آتا ہے یہ ہمیشہ نظر آنے لگ جائے۔ حضور انور نے فرمایا: مومنوں کی جماعت کی نیکیوں میں بڑھنے کی دوڑ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش عارضی نہیں ہونی چاہئے۔ رمضان کی نیکیوں کو اور ان کوششوں کو اب انشاء اللہ تعالیٰ سب کو جاری رکھنے کی کوشش اور دعا کرنی چاہئے۔

سوال رمضان المبارک کے تین عشروں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیا خوبی بیان فرمائی؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: رمضان کے مہینہ کا ابتدائی عشرہ رحمت ہے اور درمیانی عشرہ مغفرت کا موجب ہے اور آخری عشرہ جہنم سے نجات دلانے والا ہے۔

سوال توبہ و استغفار کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا حقیقت بیان فرمائی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ استغفار اور توبہ دو چیزیں ہیں۔ ایک وجہ سے استغفار کو توبہ پر تقدم حاصل ہے۔ کیونکہ استغفار مدد اور قوت ہے جو خدا سے حاصل کی جاتی ہے اور توبہ اپنے قدموں پر کھڑا ہونا ہے۔ عادت اللہ یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے مدد چاہے گا تو خدا تعالیٰ ایک قوت دے دیگا اور پھر اس قوت کے بعد انسان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاوے گا۔ توبہ کی توفیق استغفار کے بعد ملتی ہے اگر استغفار نہ ہو تو یقیناً توبہ کی قوت مر جاتی ہے۔

سوال حضور انور نے اعتکاف بیٹھنے کے متعلق کیا رہنمائی فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اعتکاف رمضان کی ایک نفلی

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔(سیکرٹری مجلس کار پرداز قادیان)

مسل نمبر 10536: میں رلیہ صدیق بنت مکرم صدیق محمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 22 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتہ: Kadalayi Naduvilakam (Phalgunan road) ڈاکخانہ ضلع کنور صوبہ کیرالہ، موجودہ پتہ: Fathimas (Thavakkara) نزد نیو بس اسٹینڈ ضلع کنور صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 8/فروری 2022ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: شمس الدین .ٹی الامۃ: رلیہ صدیق گواہ: جویریہ گوہر .یو

مسل نمبر 10537: میں محمد شفیع منصوری ولد مکرم غفور بھائی منصوری صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان ریٹائرڈ عمر 67 سال تاریخ بیعت 2008ء، ساکن گلشن نگر (نیز اندر نگر) ضلع احمد آباد صوبہ گجرات، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9/فروری 2022ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک فلیٹ 18/22 فٹ رقبہ پر مشتمل بمقام بلڈنگ المبارک ریزیڈنسی۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سید عبدالہادی کاشف العبد: محمد شفیع گواہ: شاہد احمد

مسل نمبر 10538: میں شاہدہ بانو زوجہ مکرم محمد شفیق صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 57 سال تاریخ بیعت 2008ء، ساکن محلہ گلشن نگر ضلع احمد آباد صوبہ گجرات، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9/فروری 2022ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک مکان 25/12 فٹ رقبہ پر مشتمل، حق مہر-/44 روپے وصول شدہ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عبدالہادی کاشف الامۃ: شاہدہ بانو گواہ: محمد خالد

مسل نمبر 10539: میں آصف حسین منصوری ولد مکرم محمد شفیع صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ کاروبار عمر 39 سال تاریخ بیعت 2008ء، ساکن گلشن نگر ضلع احمد آباد صوبہ گجرات، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9/فروری 2022ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک فلیٹ 900 sqft پر مشتمل۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار-/55,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سید عبدالہادی کاشف العبد: آصف حسین منصوری گواہ: محمد خالد ملکانہ

مسل نمبر 10540: میں عارفہ بانو منصوری زوجہ مکرم آصف حسین منصوری صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 39 سال تاریخ بیعت 2008ء، ساکن محلہ گلشن نگر ضلع احمد آباد صوبہ گجرات، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9/فروری 2022ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 9 تولہ 22 کیریٹ، زیور نقرئی 700 گرام، حق مہر-/1000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/1500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سید عبدالہادی کاشف الامۃ: عارفہ بانو منصوری گواہ: محمد خالد ملکانہ

مسل نمبر 10541: میں ثناء الفینا پنجارہ بنت مکرم آصف حسین منصوری صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 21 سال تاریخ بیعت 2008ء، ساکن محلہ گلشن نگر ضلع احمد آباد صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9/فروری 2022ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 1 انگوٹھی چاندی کی۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سید عبدالہادی کاشف الامۃ: ثناء الفینا پنجارہ گواہ: محمد خالد ملکانہ

مسل نمبر 10542: میں بشریٰ بانو پنجارہ بنت مکرم آصف حسین منصوری صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 17 سال تاریخ بیعت 2008ء، ساکن محلہ گلشن نگر ضلع احمد آباد صوبہ گجرات، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9/فروری 2022ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 1 انگوٹھی چاندی کی۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سید عبدالہادی کاشف الامۃ: بشریٰ بانو پنجارہ گواہ: محمد خالد ملکانہ

مسل نمبر 10543: میں مصباح بانو پنجارہ بنت مکرم آصف حسین منصوری صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 15 سال تاریخ بیعت 2008ء، ساکن محلہ گلشن نگر ضلع احمد آباد صوبہ گجرات، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9/فروری 2022ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 1 انگوٹھی چاندی کی۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سید عبدالہادی کاشف الامۃ: مصباح بانو پنجارہ گواہ: محمد خالد ملکانہ

مسل نمبر 10544: میں محمد دانش آصف حسین ولد مکرم آصف حسین منصوری صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 13 سال تاریخ بیعت 2008ء، ساکن گلشن نگر ضلع احمد آباد صوبہ گجرات، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9/فروری 2022ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک انگوٹھی چاندی کی۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سید عبدالہادی کاشف العبد: محمد دانش آصف حسین گواہ: شاہد احمد

مسل نمبر 10545: میں جلیس احمد ولد مکرم ڈاکٹر افضل احمد صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ کاروبار عمر 25 سال پیدائشی احمدی، ساکن سنچار پارک (پیرل مارکیٹ) ضلع احمد آباد صوبہ گجرات، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11/فروری 2022ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار-/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سید عبدالہادی کاشف العبد: جلیس احمد خان گواہ: محمد خالد ملکانہ

Love for All Hatred for None
99493-56387
99491-46660
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

NISHA LEATHER
Specialist in :
Leather Belts, Ladies & Gents Bag
Jackets, Wallets, etc
WHOLE SALE & RETAILER
19-A, Jawaharlal Nehru Road, Kolkatta - 700087
(Beside Austin Car Showroom)
Contact No : 2249-7133
طالب دعا: افراد خاندان مکرم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم، جماعت احمدیہ کلکتہ (بنگال)

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد
(تلنگانہ)

MUZAMMIL AHMED
Mobile: +91 99483 70069
konarknursery@gmail.com
www.facebook.com/konarknursery
www.konarknursery.com
KONARK Nursery Hyderabad
Plants for Seasons & Reasons...
Cactus . Seculents . Seeds
Landscaping – Rental Plants – Exports – Imports

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516
Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 71 Thursday 31 - March - 2022 Issue. 13

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

اللہ کرے کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کا حق ادا کرنے والے بنیں اور آپ کے پیغام کو دنیا میں پہنچا کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں کے وارث بھی بنیں

یوم مسیح موعود کی مناسبت سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطبہ جمعہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 25/مارچ 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دو دن پہلے 23 مارچ کا دن تھا۔ یہ دن جماعت میں یوم مسیح موعود کے دن سے پہچانا جاتا ہے۔ اس دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلی بیعت لی تھی۔ اس دن کے حوالے سے جماعت میں جلسے بھی منعقد کئے جاتے ہیں جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ اور زمانے کے لحاظ سے آپ کے آنے کی ضرورت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کے بارے میں پیشگوئیاں اور آپ کی سیرت کے مختلف پہلو وغیرہ بیان کئے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی بعثت کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے بڑا فضل کیا ہے اور اپنے دین یعنی دین اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں غیرت دکھا کر ایک انسان کو جو تم میں بول رہا ہے بھیجا تا کہ وہ روشنی کی طرف لوگوں کو بلائے۔ اگر زمانے میں ایسا فتنہ وفساد نہ ہوتا اور دین کے محو کرنے کے لئے جس قسم کی کوششیں ہو رہی ہیں نہ ہوتیں تو چنداں حرج نہ تھا۔ لیکن اب تم دیکھتے ہو کہ ہر طرف یمین و یسار اسلام ہی کو معدوم کرنے کی فکر میں جملہ اقوام لگی ہوئی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا جوش غیرت میں نہ ہوتا اور انا لہ لحافظون اس کا وعدہ صادق نہ ہوتا تو یقیناً سمجھ لو کہ اسلام آج دنیا سے اٹھ جاتا اور اس کا نام ونشان تک مٹ جاتا۔ مگر نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ کا پوشیدہ ہاتھ اس کی حفاظت کر رہا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کی مخالفت کے حوالے سے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ فرمایا تو آپ کے ماننے والے صرف چند آدمی تھے مگر اسکے بعد آتھم کے ساتھ آپ کا مقابلہ ہوا تو لوگوں پر ایک ابتلا آیا اور انہوں نے سمجھا کہ آپ کی پیشگوئی اپنے ظاہری الفاظ کے لحاظ سے پوری نہیں ہوئی۔ پھر لیکھرام سے آپ کا مقابلہ ہوا تو گو آپ کی پیشگوئی نہایت شان سے پوری ہوئی مگر ہندوؤں میں آپ کے خلاف ایک جوش پیدا ہو گیا اور انہوں نے آپ کی سخت مخالفت شروع کر دی۔ اسی طرح مولوی محمد حسین بٹالوی کے فتووں کا وقت آیا تو جماعت پر ایک ابتلا آیا۔ پھر ڈاکٹر عبدالحکیم کے ارتداد کا وقت آیا تو جماعت پر ابتلا آیا۔ غرض مختلف اوقات میں ایسے زور سے شورشیں اٹھیں کہ دیکھنے والوں نے سمجھا کہ اب یہ لوگ ختم ہو گئے لیکن خدا تعالیٰ نے ان سب فتنوں کو مٹانے کے سامنے پیدا کر دیئے اور وہ فتنے بجائے جماعت کو تباہ کرنے کے اسکی ترقی اور عزت کا موجب بن گئے۔ اسی طرح اب ہو رہا ہے۔

مخالفت بھی جماعت کی ترقی کا موجب ہوتی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے یاد ہے میں چھوٹا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد میں تشریف رکھتے تھے مجلس لگی ہوئی تھی کہ ایک صاحب رام پور سے تشریف لائے۔ وہ ادیب بھی تھے شاعر بھی تھے اور ان کو محاوراتِ اردو کی لغت لکھنے پر نواب صاحب رامپور نے مقرر کیا ہوا تھا وہ آکے مجلس میں بیٹھے اور انہوں نے اپنا تعارف کروایا کہ میں رام پور سے آیا ہوں اور نواب کا درباری ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پوچھا کہ آپ کو یہاں آنے کی تحریک کس طرح ہوئی؟ انہوں نے کہا کہ میں بیعت میں شامل ہونے کے لئے آیا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمانے لگے اُس طرف یعنی رام پور کی طرف تو ہماری جماعت کا آدمی بہت کم پایا جاتا ہے اور تبلیغ بھی بہت کم ہے اُس طرف۔ آپ کو قادیان آنے کی تحریک کس نے کی؟ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ اُن کے الفاظ میرے کانوں میں آج تک گونج رہے ہیں انہوں نے بے ساختہ طور پر کہا کہ یہاں آنے کی تحریک مجھے مولوی ثناء اللہ صاحب نے کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس پر ہنس پڑے اور فرمایا کہ وہ کس طرح؟ تو انہوں نے کہا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی کتابیں نواب صاحب کے دربار میں آئی تھیں اور نواب صاحب بھی پڑھتے تھے اور مجھے بھی پڑھنے کے لئے کہا گیا تو میں نے کہا جو جو حوالے یہ لکھتے ہیں میں مرزا صاحب کی کتابیں بھی نکال کر دیکھ لوں کہ وہ حوالے کیا ہیں۔ خیال تو میں نے یہ کیا کہ میں اس طرح احمدیت کے خلاف اچھا مواد جمع کر لوں گا لیکن جب میں نے حوالے نکال کر پڑھنے شروع کئے تو ان کا مضمون ہی اور تھا۔ اس سے مجھے اور دلچسپی پیدا ہوئی اور میں نے کہا کہ چند اور صفحے بھی اگلے پچھلے پڑھ لوں۔ جب میں نے وہ پڑھے تو مجھے معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور آپ کی شان اور آپ کی عظمت جو مرزا صاحب بیان کرتے ہیں وہ تو ان لوگوں کے دلوں میں ہے ہی نہیں۔ پھر کہنے لگے مجھے فارسی کا شوق تھا۔ اتفاقاً مجھے درثمین فارسی مل گئی اور وہ میں نے پڑھی اور وہ جب پڑھنی شروع کی تو اِس کے بعد میرا دل بالکل صاف ہو گیا اور میں نے کہا کہ جا کر بیعت کرلوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف جو سازشیں ہوئیں ان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بھی لوگوں نے سازشیں کیں قتل کے مقدمات دائر کئے مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ مخالفین کو اپنے مقاصد میں نامراد رکھا۔ ایسے ہی اقدام قتل کے مقدمہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف عدالت میں گواہی دینے آیا اور اس امید پر آیا کہ مرزا صاحب کو ہتھکڑی اگر نہ لگی ہو گی تو عدالت میں نعوذ باللہ ذلیل حالت میں کھڑے ہوں گے مگر باوجود اسکے کہ وہ انگریز ڈپٹی کمشنر جس کے سامنے مقدمہ پیش تھا اور وہ ہمارے سلسلہ کا مخالف بھی تھا اور اس نے ضلع میں تعینات ہوتے ہی کہا تھا کہ یہ شخص یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو ہمارے یسوع مسیح کی ہتک کرتا ہے ان کو کہتا ہے کہ وہ فوت ہو گئے اب تک بچا ہوا ہے اس کو سزا کیوں نہیں دی جاتی؟ میں اب سزا دوں گا اسے۔ مگر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسکے سامنے پیش ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ایسا تصرف کیا کہ آپ کی شکل دیکھتے ہی اس کا بغض دور ہو گیا اور اس نے پاس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹھنے کیلئے کرسی بچھا دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس پر بیٹھ گئے مولوی محمد حسین بٹالوی جو آیا ہی اس لئے تھا کہ آپ کو ذلت کی حالت میں دیکھے اس نے جب دیکھا کہ آپ کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں تو برداشت نہ کرتے ہوئے اس نے کپتان ڈگلس ڈپٹی کمشنر سے سوال کیا کہ مجھے بھی کرسی دی جائے۔ محمد حسین نے یہ خیال کیا کہ جب مجرم کے لئے کرسی بچھائی جاتی ہے تو گواہ کو کیوں کرسی نہیں ملے گی مگر کپتان ڈگلس نے جب یہ بات سنی تو اسے سخت غصہ آیا اور اس نے غضبناک ہو کر کہا کہ تجھے کرسی نہیں ملے گی۔ مولوی محمد حسین نے کہا میرے باپ کو لارڈ صاحب کے دربار میں کرسی ملا کرتی تھی مجھے بھی کرسی دی جائے۔ میں اہل حدیث کا ایڈووکیٹ ہوں اور میرا حق ہے کہ مجھے کرسی ملے۔ تب کپتان ڈگلس نے کہا کہ بک بک مت کر اور پیچھے ہٹ اور سیدھا کھڑا ہو جا۔ اب بجائے اسکے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تذلیل دیکھتا خدا تعالیٰ نے اسے ذلیل کر دیا۔ یہ تو عدالت کے کمرے کے اندر کا واقعہ ہے۔ جب مولوی صاحب باہر نکلے تو لوگوں کو یہ دکھانے کیلئے کہ گویا اندر بھی انہیں کرسی ملی ہے برآمدے میں ایک کرسی پڑی تھی اس پر بیٹھ گئے لیکن چونکہ نوکر وہی کرتے ہیں جو وہ اپنے آقا کو کرتے دیکھتے ہیں۔ چپڑاسی نے جب دیکھا کہ مولوی صاحب کو اندر تو کرسی نہیں ملی اور اب برآمدے میں کرسی پر آ بیٹھے ہیں تو اسے خیال آیا کہ اگر صاحب بہادر نے دیکھ لیا تو مجھ پر ناراض ہوگا۔ وہ دوڑا دوڑا آیا اور کہنے لگا آپ کو یہاں پر بیٹھنے کا حق نہیں۔ اٹھ جایئے۔ اس طرح باہر کے لوگوں نے بھی دیکھ لیا کہ مولوی صاحب کی عدالت میں کتنی عزت ہوئی ہے۔ مولوی صاحب اس پر غصہ میں جل بھن کر آگے بڑھے تو کسی شخص نے زمین پر چادر بچھائی ہوئی تھی اس پر بیٹھ گئے مگر اتفاق کی بات ہے کہ چادر والا بھی جھٹ آ پہنچا اور کہنے لگا کہ میری چادر چھوڑ دو یہ تمہارے بیٹھنے سے پلید ہوتی ہے کیونکہ تم ایک مسلمان کے خلاف عیسائیوں کی طرف سے عدالت میں گواہی دینے آئے ہو۔ تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب نصرت آتی ہے تو کوئی شخص اسے روک نہیں سکتا۔ پولیس کے افسر اور سپاہی کیا بڑے سے بڑے آدمی کی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں اور ایک سیکنڈ میں اللہ تعالیٰ دشمنوں کو ہلاک کر سکتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے حضور جھکو اور اس سے دعائیں کرو۔ ہاں مؤمنوں کیلئے ابتلاؤں کا آنا بھی مقدر ہوتا ہے سو اگر صبر سے کام لو گے اور دعائیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ ان ابتلاؤں کو دور کر دے گا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ میں مرزا صاحب کو تباہ کر دوں گا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے رشتہ داروں نے اعلان کر دیا بلکہ بعض اخبارات میں چھپوا بھی دیا کہ اس شخص نے دوکانداری چلائی ہے اس کی طرف کسی کو توجہ نہیں کرنی چاہئے اور اس طرح ساری دنیا کو انہوں نے بدگمان کرنے کی کوشش کی۔ غرض اپنوں اور بیگانوں نے مل کر آپ کو مٹانا اور آپ کو تباہ و برباد کر دینا چاہا مگر خدا نے اپنے بندے سے کہا کہ دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دے گا۔ ایک بیکس اور بے بس انسان قادیان جیسی بستی میں جہاں ہفتہ میں صرف ایک دفعہ ڈاک آیا کرتی تھی جہاں ایک پرائمری سکول بھی نہ تھا جہاں ایک روپے کا آٹا بھی لوگوں کو میسر نہیں آتا تھا کھڑا ہوتا ہے اور پھر وہ انسان بھی ایسا جو نہ مولوی ہے اور نہ بہت بڑی جائیداد کا مالک ہے۔ بیشک حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک شریف خاندان میں سے تھے مگر راجوں اور نوابوں کی طرح بہت بڑی جائیداد کے مالک نہیں تھے۔ وہ اٹھ کر دنیا کے سامنے اعلان کرتا ہے کہ خدا میرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچائے گا اور کون ہے جو آج کہہ سکے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام دنیا کے کناروں تک نہیں پہنچا۔ آج تو ہم دیکھتے ہیں کوئی دنیا کا کونا ایسا نہیں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام نہ پہنچا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یاد رکھو میرا سلسلہ اگر نری دوکانداری ہے جیسا کہ انہوں نے کہا کہ دوکانداری ہے، تو اس کا نام ونشان مٹ جائے گا لیکن اگر خدا کی طرف سے ہے اور یقیناً اسی کی طرف سے ہے تو خواہ ساری دنیا اس کی مخالفت کرے یہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور فرشتے اس کی حفاظت کریں گے۔ انشاء اللہ۔ اگر ایک شخص بھی میرے ساتھ نہ ہو اور کوئی بھی مدد نہ دے، تب بھی میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ کامیاب ہوگا۔ انشاء اللہ۔

پس اللہ تعالیٰ اس کی ہمیں توفیق دے کہ ہم آپ کی بیعت کا حق ادا کرنے والے بھی بنیں اور آپ کے پیغام کو دنیا میں پہنچا کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں کے وارث بھی بنیں۔ بے وفاؤں میں نہ ہوں بلکہ وفاداروں میں شمار ہو ہمارا۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہمیں توفیق دے۔

حضور انور نے فرمایا: آج میں ایک ویب سائٹ کا بھی اجرا کروں گا۔ یہ بھی تبلیغ کا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ کردش زبان میں جماعتی ویب سائٹ ہے۔ اس ویب سائٹ کا مقصد کردش زبان جاننے والے قارئین کو یہ موقع فراہم کرنا ہے کہ وہ پہلی بار احمدیہ جماعت کے عقائد کو اپنی زبان میں خود پڑھ سکیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جمعہ کے بعد یہ ویب سائٹ لانچ بھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ بابرکت کرے۔ اسی طرح دنیا کے جو حالات ہیں اس بارے میں بھی کہنا چاہوں گا کہ دعاؤں کو جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو تباہی سے بچائے اور انسانوں کو عقل دے اور اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننے والے ہوں۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad